



تیر ہوال اجلاس

سرکاری رپورٹ

## بلوچستان صوبائی اسمبلی کی کارروائی

اجلاس منعقدہ 22 مئی 1996ء برطابق 4 محرم الحرام 1417ھجری

نمبر شمار	فہرست	صفحہ نمبر
۱۔	آغاز حلاوت قرآن پاک و ترجمہ	۳
۲۔	وقوفہ سوالات	۵
۳۔	رخصت کی درخواستیں	۱۰
۴۔	تحریک التوانہ نمبرے ملیحاب مولانا عبدالباری صاحب (مسٹر)	۱۱
۵۔	یونیورسٹی آف بلوچستان کا مسودہ قانون پیش کیا گیا۔	۲۸
۶۔	سردار اندر مینگل کی تحریک نمبر (۱) پر عام بحث	۲۶
—	—	—

(الف)

1- جناب اسپیکر عبد الوحید بلوچ

2- جناب ڈپٹی اسپیکر ارجمند اس بگٹی

-1 سیکریٹری اسمبلی اختر حسین خاں

-2 جوائیٹ سیکریٹری (قانون) عبد الفتاح کھوسر

## صوبائی کابینہ کے ارکان

وزیر اعلیٰ	پی بی ۲۶ جمل مگسی	۱۔ نواب ذوالفقار علی مگسی
سینئر وزیر	پی بی ۳۲ سبیلہ	۲۔ جام محمد یوسف
وزیر خزانہ	پی بی ۳۳ اڑوب	۳۔ شیخ جعفر خان مندو خیل
پیک ہیئتہ انجیزہ رنگ	پی بی ۲۰ جعفر آباد I	۴۔ میر عبدالنبی جمالی
وزیر ترقیات و منصوبہ بنیادی	پی بی ۲ کوئٹہ II	۵۔ ملک گل زمان کانسی
وزیر لائیو اسٹاک	پی بی ۳۲ آواران	۶۔ میر عبدالحید بیز بخو
پی بی ۳۳ اڑوب تکمہ سیف اللہ حج و اقاف زکوہ	پی بی ۷ تربت I	۷۔ ملک محمد شاہ مردانی
وزیر تعلیم	پی بی ۳۸ تربت II	۸۔ ڈاکٹر عبد المالک بلوج
وزیر مال رائیکارز	پی بی ۳۹ تربت III	۹۔ مسٹر محمد ایوب بلیدی
وزیر اطلاعات کھیل و ثافت	پی بی ۳۶ بھنگور	۱۰۔ مسٹر محمد اکرم بلوج
وزیر ماہی گیری	پی بی ۹ قلعہ عبد اللہ II	۱۱۔ مسٹر چکول علی بلوج
وزیر آپاٹی و ترقیات	پی بی ۱۱ اکوئٹہ I	۱۲۔ مسٹر عبدالحید خان اچزری
ایس ایڈجی اے ڈی و قانون	پی بی ۱۱، اور الائی	۱۳۔ ڈاکٹر کلیم اللہ
وزیر جمل خانہ جات	پی بی ۸، قلعہ عبد اللہ I	۱۴۔ مسٹر عبید اللہ بابت
وزیر جنگلات	پی بی ۳۰، خضدار I	۱۵۔ مسٹر عبد القادر دان
وزیر بلدیات	پی بی ۲۹ قلات	۱۶۔ سردار شناع اللہ زہری
وزیر زراعت	پی بی ۲۳ بولان I	۱۷۔ میر اسرار اللہ زہری
وزیر اند سڑیز معد نیات	پی بی ۱۸ اکوہلو	۱۸۔ حاجی میر لشکری خان رئیسانی
وزیر افغانہ	پی بی ۱۶ اسی	۱۹۔ نوابزادہ گزین خان مری
مواصلات و تعمیرات	پی بی ۲۱ جعفر آباد II	۲۰۔ نوابزادہ چنگیز خان مری
وزیر خواراں	پی بی ۷ اسی رزیارت	۲۱۔ میر خان محمد خان جمالی
وزیر پیاواسا	پی بی ۰ الور الائی I	۲۲۔ سردار نواب خان ترین
وزیر صحت		۲۳۔ سردار محمد طاہر خان لوئی

(ج)

وزیر خاندانی منصوبہ بندی	پی بلی ۱۲ اباد کھان	۲۴۔ مسٹر طارق محمود صحتی ان
مشیر وزیر اعلیٰ	پی بلی ۳ کوئنڈ III	۲۵۔ مسٹر سعید احمد بخشی
وزیر بے محکمہ	پی بلی ۷ پشین II	۲۶۔ ملک محمد سرور خان کاکڑ
اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی	پی بلی ۲ کوئنڈ IV	۲۷۔ عبدالوحید بلوچ
ذپی اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی	ہندوستانیت	۲۸۔ ارجمند اس بگشی

## ارکین اسمبلی

پی بلی ۵ چاغی	۲۹۔ حاجی خنی دوست محمد
پی بلی ۶ پشین I	۳۰۔ مولانا سید عبدالباری
پی بلی ۱۵ قلعہ سیف اللہ	۳۱۔ مولانا عبد الواسع
پی بلی ۱۹ اڈیرہ بگشی	۳۲۔ نوابزادہ سلیم اکبر بگشی
پی بلی ۲۲ جعفر آباد ر نصیر آباد	۳۳۔ میر ظہور حسین خان کھوس
پی بلی ۲۳ نصیر آباد	۳۴۔ مسٹر محمد صادق عمرانی
پی بلی ۲۵ بولان II	۳۵۔ سردار میر چاکر خان ڈوکنی
پی بلی ۷ مستونگ	۳۶۔ نواب عبدالرحیم شاہوی
پی بلی ۲۸ قلات / مستونگ	۳۷۔ مولانا محمد عطاء اللہ
پی بلی ۳۱ خضدار II	۳۸۔ مسٹر محمد اختر مینگل
پی بلی ۳۳ خاران	۳۹۔ سردار محمد حسین
پی بلی ۳۵ اسمبلی II	۴۰۔ سردار محمد صالح خان بھوتانی
پی بلی ۴۰ گواور	۴۱۔ سید شیر جان
عیسائی	۴۲۔ مسٹر شوکت ناز سعی
سکھپاری	۴۳۔ مسٹر سترام سگھ

## بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

موافقہ 22 مئی 1996ء بمقابلہ 4 محرم المرام 1417 ہجری

(بروز بدھ)

زیر صدارت جناب عبد الوحید بلوچ - اسٹریکٹ

بوقت گیارہ بجھر پہنچیں منٹ صح صوبائی اسمبلی ہال کونسل میں منعقد ہوا۔

خلافت قرآن پاک و ترجمہ

از

مولانا عبدالحسین اخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَوَلَمْ يَسِيرُ ذَلِكَ فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مَنَّ  
فَبِلِيهِمْ وَكَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعِزِّزَ  
مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ  
عَلَيْهِمَا قَدِيرًا صدق اللہ العظیم

ترجمہ : کیا یہ لوگ ملک میں چلے ہوئے نہیں اور نہیں دیکھا کہ جو لوگ ان سے پہلے  
ہو گئے ہیں ان کا کیما (خراب) انعام ہوا حالانکہ مل بولتے میں (وہ لوگ) ان سے  
بڑھ کرتے اور اللہ (کچھ کیا گزرا) نہیں ہے کہ آسمان و زمین میں اس کو کوئی چیز بھی عاجز  
کر سکے بے شک وہ سب کے حال سے واقف اور بڑی تدریت والا ہے۔

وَمَا عَلِمْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

## وقہہ سوالات

**جناب اسپیکر :** مولانا عبدالباری صاحب سوال نمبر 324 دریافت فرمائیں۔

**X-324- مولانا عبدالباری :** 25 جنوری 1996ء کے اجلاس میں موخر (شده) کیا وزیر کھیل و ثقافت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ سال 1994-95 کے دوران اسپورٹس کی مد میں کل کس قدر فڈز مختص کئے گئے ہیں۔ نیز اس فڈ کی ضلع وار تفصیل کی تفصیلات بھی دی جائے؟

**میر محمد اکرم بلوج (وزیر کھیل و ثقافت) :** حکومت بلوچستان صوبے میں مختلف کھیلوں کے فروع کے لئے ہر سال جو فڈز میا کرتی ہے وہ تمام ڈپٹی کمشنوں و ڈویژنل کمشنوں کو اپنے اپنے علاقوں میں مختلف کھیلوں کے لئے بھیجا جاتی ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

- |    |                  |                         |
|----|------------------|-------------------------|
| -1 | ڈپٹی کمشنر کوئٹہ | دولار روپے              |
| -2 | چینن             | دولار روپے              |
| -3 | چافی             | پچاس ہزار روپے          |
| -4 | قلات             | ایک لاکھ روپے           |
| -5 | جعفر آباد        | ایک لاکھ پچاس ہزار روپے |
| -6 | نصیر آباد        | پچاس ہزار روپے          |
| -7 | جمل گمی          | پچاس ہزار روپے          |
| -8 | بولان            | پچاس ہزار روپے          |

9- گواوڑ	چچاس ہزار روپے
10- پنجکور	چچاس ہزار روپے
11- سیمی	ایک لاکھ روپے
12- فیرہ بجٹی	چچاس ہزار روپے
13- کولو	چچاس ہزار روپے
14- آواران	چچاس ہزار روپے
15- بیلہ	ایک لاکھ روپے
16- مستونگ	چچاس ہزار روپے
17- خضدار	ایک لاکھ روپے
18- تربت	ایک لاکھ چچاس ہزار روپے
19- خاران	چچاس ہزار روپے
20- ڈوب	چچاس ہزار روپے
21- قلعہ عبداللہ	چچاس ہزار روپے
22- بارکھان	چچاس ہزار روپے
23- لورالائی	چچاس ہزار روپے
24- قلعہ نیف اللہ	چچاس ہزار روپے
25- موسیٰ خیل	چچاس ہزار روپے

**میر محمد اکرم بلوچ (وزیر کھیل و ثقافت) :** تفصیل آپ کے سامنے ہے جو فٹاٹ ہمیں ملتے ہیں وہ ہم کشر اور ڈپٹی کشر صاحب کو بیچ دیتے ہیں اور پھر وہ اسے تقسیم کر دیتے ہیں۔ اگر کوئی ضمنی سوال ہو تو پوچھیں۔

**مولانا عبدالباری :** جناب والا یہ جو لست میں پیش ہے اور ڈسٹرکٹ کوئی کو رقم دو

لارک کی دی ہے اس بارے میں یہ گزارش کرنی تھی یہ جو دولاکہ روپے کی رقم دی تھی کیا یہ رقم خرچ ہو چکی ہے۔ اور جن چیزوں پر یہ رقم خرچ ہوئی ہے کیا وہ صحیح مصرف پر خرچ ہوئی ہے یا نہیں۔

**وزیرِ کھلیل و ثقافت :** مولانا صاحب یہ ایک نیا سوال ہے ویسے جو ہم یہ پیسے تقسیم کرتے ہیں وہاں جو اشیائیں ہیں یا وہاں جو اسپورٹس الٹھی ویز (Activities Sport) ہوتی ہیں۔ اس کے مطابق فنڈوز کو تقسیم کیا جاتا ہے اگر اس پر آپ کو مزید تفصیل چاہئے تو ہم ان سے مزید تفصیل لے لیتے ہیں اور آپ کو تما دین گے کہ فنڈوز کس طرح تقسیم ہوئے ہیں۔

**مولانا عبدالباری :** جناب والا چونکہ میں نے تفصیل مانگی ہے اور اس میں تفصیل نہیں ہے میں نے ضلع وار تقسیم مانگی ہے اور پیشین بھی ضلع ہے کلی تو نہیں ہے۔  
**وزیرِ کھلیل و ثقافت :** آپ نے پیشین کی ضلع وار تقسیم کے بارے میں پوچھا ہے تفصیل نہیں مانگی آپ نے یہ کہا کہ فنڈوز کتنے ہیں اور آپ نے ضلع وار تقسیم کے بارے میں پوچھا ہے۔

**مولانا عبدالباری :** جناب والا اس کی ذرا تھوڑی سی مجھے تفصیل دے دیں۔

**وزیرِ کھلیل و ثقافت :** جناب والا یہ اچھی بات ہے کہ مولانا صاحب کو کھلیوں کا شوق بھی ہے اور ہماری حکومت ہمیں کچھ فنڈوز زیادہ دے دے ہمارے جتنے بھی مولانا صاحبان ہیں۔

**مولانا عبدالباری :** میر صاحب میں مولانا صاحبان کے بارے میں آپ کو ذرا بتا دیں کھلیل اسلام میں بھی صحت کے لئے ہے اور بدن سازی کے لئے صرف اس میں نماز اور اخلاق کی پابندی ہے ناجائز شرائط نہ ہوں اور تیری بات یہ کہ پردے کے ساتھ ہو بس اگر ان تین چیزوں کے ساتھ ہو جائے تو اسلامی ہے اور باقاعدہ سنت ہے اور اگر جہاد کے جذبہ سے کریں تو پھر یہ سنت نبوی ہے۔ آپ سیکھیوں صاحب سے کہیں

کہ وہ اس کی تفصیل دے دیں۔

**وزیر کھلیل و ثقافت :** یہ اچھی بات ہے تفصیل آپ کو بتا دیں گے۔

**مولانا عبدالباری :** کیونکہ ہمارے پورے ڈسٹرکٹ پیشین میں ایک ٹورنامنٹ پر پورے پیسے خرچ ہو رہے ہیں وہ بھی پیشین بازار میں آپ اسے پھیلا دیں یہ میرا آپ کو مشورہ ہے آپ اس بات سے مطمئن ہیں۔

**وزیر کھلیل و ثقافت :** مولانا صاحب ہم انہیں لکھیں گے انہوں نے ضلع وار تقسیم کس طرح کی ہے کن کن اسٹیشنوں کو انہوں نے پیسے دیے ہیں اور سال میں انہوں نے کیا امکنی دیئی (Activity) کی ہیں کھلیلوں کے فروغ کے سلسلہ میں یہ آپ کو ہم بتا دیں گے۔

**جناب جعفر خان مندو خیل (وزیر) :** جناب اسپیکر میں مولانا صاحب سے پوچھوں گا کہ یہ پردے کے ساتھ کس طرح کھلیل کھلیا جاتا ہے۔ (قہقہے) میں مولانا صاحب سے یہ وضاحت چاہوں گا کہ پردے کے ساتھ کس طرح کھلیل کھلیا جاتا ہے؟

**مولانا عبدالباری :** جناب والا پر وہ کے معنی یہ ہیں کہ جو کھلیل شلوار کے ساتھ ہو گا اس میں پردہ کا کچھ انتظام ہو گا جناب میر صاحب آپ ذرا ایسا کریں کہ ضلع پیشین اور ڈسٹرکٹ کو نہ کچھ زیادہ فنڈ زٹا ہے دو دلائک اس میں آپ کی ایم صاحب کی مہربانی ہو گی کیونکہ ہم ایم صاحب بھی کھلیلوں کا شوق رکھتے ہیں اور چیف ڈسٹرکٹ صاحب تو بست سے کھلیلوں کا شوق رکھتے ہیں (قہقہے) تو جناب اس بارے میں تفصیل میا کریں گے۔ اور دوسرے انکواری کریں کہ یہ رقم کس کس چیز پر خرچ ہو چکی ہے اور پیشین میں جہاں تک میں نے خود دیکھا ہے اور ہم ایم صاحب بھی آئے تھے وہاں پر ایک ٹورنامنٹ پر سب کچھ خرچ ہو رہا ہے میں چاہتا ہوں کہ اسے پھیلایا جائے سب ڈویژن میں کرائیں اور سب تھصیل میں کرائیں۔ یہ نہیک ہے مہربانی۔

**جناب اسپیکر :** سوال نمبر 346 مولانا عبدالباری

**ڈاکٹر عبد المالک بلوج (وزیر تعلیم) :** جناب اسپیکر فخر صاحب موجود نہیں ہیں جاپان گئے ہوئے ہیں جب وہ آئیں گے آپ کے ہوایا دے دین گے یا پھر.....

۹

**مولانا عبدالباری :** ڈاکٹر صاحب بات یہ ہے کہ ہمارے وزیر صحت کی صحت اکثر خراب رہتی ہے۔ تین سال سے جو میں نے وزیر صحت دیکھا ہے اس کی اکثر صحت خراب ہوتی ہے کبھی آجھہ ڈالنے لਾہور جاتے ہیں کبھی کان کے علاج کے لئے لائے لائے جاتے ہیں کبھی کوئی چیز ڈالنے کے لئے جاتے ہیں سب کو معلوم ہے۔

**ڈاکٹر عبد المالک (وزیر تعلیم) :** جناب والا میں اور آپ اگر اس عمر میں بچ جائیں تو میرا اور آپ کا بھی یہی حال ہو گا۔

**مولانا عبدالباری :** جناب والا تو بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے حالات سے بچائے تو ہم اس وقت فشری بھی نہیں کریں گے آپ تو ڈاکٹر بھی ہیں ماشاء اللہ جب آپ کی طرح ڈاکٹر بیٹھا ہے تو ایک کروڑ جو ہے پڑھ نہیں تیرہ لاکھ خرچ ہو چکے ہیں اتنے پیسے بڑے بڑے لوگ خرچ کرتے ہیں اور ہمارے اس سول ہفتاں میں کسی کو سرورد کی گولی بھی نہیں ملتی ہے یہ قابلِ رحم بات ہے جناب اسپیکر وزیر صحت کو ذرا پابند کریں کہ وہ صحت پر ذرا کم توجہ دیں اور وزارت پر ذرا زیادہ توجہ دیں کیونکہ وہ پسلے وزیر ہیں پھر صحت ہے یعنی وزیر صحت پسلے سے وزارت پر توجہ دیں پھر صحت پر توجہ دیں انہوں نے وزارت کی بجائے صحت پر زیادہ توجہ دی ہے۔

**جناب اسپیکر :** مولانا صاحب چونکہ وزیر صحت نہیں ہیں اس لئے ان کے تمام سوالات آئندہ اجلاس تک کے لئے موخر کئے جاتے ہیں۔

**مولانا عبدالباری :** جناب والا میں تصحیح چاہتا ہوں میں نے صرف 1992ء کا سوال نہیں کیا ہے بلکہ 1992ء سے لے کر 1995ء تک سوال پوچھا ہے شاید کتابت میں

کوئی غلطی ہے۔

**جناب اسپیکر :** آپ سیکریٹریٹ کو لکھ کر دے دیں۔ رخصت کی درخواستیں اگر ہوں تو سیکریٹری اسٹبلی پڑھیں۔

(رخصت کی درخواستیں)

**سیکریٹری اسٹبلی :** سردار ستام سچے نے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

**جناب اسپیکر :** سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔  
(رخصت منظور کی گئی)

**سیکریٹری اسٹبلی :** میر عبدالنبی جمالی نے طبعت ناساز ہونے کی بناء پر آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست بھیجی ہے۔

**جناب اسپیکر :** سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔  
(رخصت منظور کی گئی)

**سیکریٹری اسٹبلی :** جناب سعید احمد باشمی صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر 22 اور 23 مئی ۹۶ء کے لئے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

**جناب اسپیکر :** سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔  
(رخصت منظور کی گئی)

**سیکریٹری اسٹبلی :** سید شیر جان بلوچ صاحب نے نجی مصروفیات کی بناء پر آج کے لئے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

**جناب اسپیکر :** سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔  
(رخصت منظور کی گئی)

**سیکریٹری اسٹبلی :** میر اسرار اللہ زہری صاحب طبعت ناساز ہونے کی بناء پر

آج کے لئے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

**جناب اسپیکر :** سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔  
(رخصت منظور کی گئی)

**سیکریٹری اسمبلی :** نوابزادہ گزین مری صاحب سرکاری دورے پر کراچی تشریف لے گئے ہیں۔ انہوں نے 22 اور 23 مئی کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

**جناب اسپیکر :** سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے۔  
(رخصت منظور کی گئی)

**عبدالحمید خان اچکزئی (وزیر) :** جناب اسپیکر میں آپ کی توجہ کلائز نمبر 230 کی طرف توجہ دلانا چاہوں گا کہ جس میں ایک وزیر کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اگر وہ اسمبلی میں کوئی اشیت منٹ دینا چاہے تو وہ سکتا ہے۔

**جناب اسپیکر :** تو وے دیں۔

**عبدالحمید خان اچکزئی (وزیر) :** جناب تو اس ملٹے میں میں آپ کی اجازت چاہتا ہوں اور یہ ایک اہم معاملہ ہے جس کے متعلق میں اسمبلی میں آج بیان دینا چاہتا ہوں۔ کلائز نمبر 230 ہے۔

**مولانا عبدالباری :** جناب میں اپنی تحریک پیش کروں پھر جو کچھ وہ بولنا چاہے بولے۔ کیونکہ میری جو تحریک ہے وہ اسمبلی کارروائی کا آج کا حصہ ہے۔

**عبدالحمید خان اچکزئی (وزیر) :** مولانا صاحب پھر شروع ہے چھوڑیں اپنی بات کو مولانا صاحب۔

**مولانا عبدالباری :** جناب میری تحریک پہلے ہے اور اسمبلی کارروائی کا جب یہ حصہ ہے تو اس تحریک کے بعد ان کی بات ہونی چاہئے۔

**جناب اسپیکر :** جی خان صاحب آج اٹیٹھ منٹ دے دیں۔

**عبد الحمید خان اچکزئی :** اجازت یہ کلاز یہ کہتا ہے کہ

A statement may be made by a whister on a wather  
of public importance with the torrent of the  
speaker, but no question shall be asked No  
discution takes place there no at the time  
statement is made.

تو جناب اسپیکر میرے سامنے جو اخبارات پڑے ہوئے ہیں جنگ آج کے اور کل  
کے جس میں مولانا باری اور ایک مولانا نور محمد صاحب کی طرف سے میری کرواریشی  
کے لئے یہ کوشش کی گئی ہے کہ ایک فلاظ خبر اور اور بہت سارے تبصرے کر کے اسے  
اخبارات میں چھپا گیا ہے جناب والا مجھ سے یہ خبر منسوب کی گئی ہے کہ میں نے خدا  
نحو استقامتہ اسلام کو خرافات کہا ہے جو کہ بے معنی اور بالکل لا یعنی بات ہے۔ جب  
مچھلے دونوں بحث ہو رہی تھی سوال جواب اسمبلی میں پیش ہو رہے تھے اس وقت میں نے  
یہ لفظ استعمال کیا تھا مگر اور بجھے میں۔ میں جمارت کیسے کر سکتا ہوں میں بفضل تعالیٰ خود  
اپنے آپ کو ایک سچا مسلمان سمجھتا ہوں اور عقیدے کی رو سے بھی اور عملًا "بھی بجھے  
کسی کے سریشیت کی ضرورت نہیں کہ میں مسلمان ہوں یہ یادہ میں نے ایسی کوئی بات  
نہیں کی ہے جس کو خرافات کہا جائے اور جس کا تعلق فقہ سے ہو دراصل میں یہ بھی  
جانتا ہوں کہ ایک مسلمان کی حیثیت سے کہ ہم امام ابوحنینہ کے پیروکار ہیں جو فقہ  
اسلام میں فقہ کا استاد مانا جاتا ہے اور اسلام میں فقہ کے متعلق کام کیا ہے پیروکار  
ہونے کے علاوہ ذاتی طور پر انتہائی معتقد بھی ہوں۔ ان کا اسٹوڈنٹ بھی ہوں۔ اور فقہ  
جو انہوں نے پیش کیا۔ اور اسلام میں جو فقہ کا موجود امام ابوحنینہ بھا جاتا ہے جس کو  
میں قدر کی بگاہ سے ذکرتا ہوں۔ تو میں یہ جمارت کیسے کر سکتا ہوں۔ کہ میں فقہ کو خدا

نحو است جس کی بنیاد قرآن اور سنت پر ہے اس کو خرافات کہوں۔ یہ غلط خبر۔ مکروہ اور بے بنیاد خبر ہے میرے ساتھ منسوب کی گئی ہے اخباروں میں میں ایوان سے بھی اور آپ سے بھی یہ انجا کروں گا کہ اس قسم کے مذموم مقاصد کے لئے جو لوگ اپنی باتوں کو استعمال کرتے ہیں دراصل میں ڈیٹل میں نہیں جانا چاہوں گا ہوتا یہ ہے کہ اس قسم کا شو شہ چھوڑ دیا جاتا ہے غلط قسم کا پروپیگنڈا کیا جاتا ہے اور لوگوں میں اوہ راہ ہر لوگوں کو یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں نے یہ کہا فلاں نے یہ کہا۔ میں نے صرف اتنی سی بات کی تھی کہ اس وقت جب بحث ہو رہی تھی تعیینی نصاب پر کہ جو قانون کا جو شعبہ ہے اسلام میں جس کو فقہ کہا جاتا ہے یہ برا و سعیج اور مشکل مضمون ہے اس کو چھوٹے بچوں کے نصاب میں شامل نہیں کرنا چاہئے جو اس بیل کے ریکارڈ پر میں نے صرف اتنی سی بات کی تھی اور جو خرافات کا لفظ ہے میں نے استعمال کیا تھا وہ جناب حضرت مولانا عبدالباری صاحب کے متعلق استعمال کیا تھا ان کا قاعدہ یہ ہے کہ جب کوئی سوال جواب اس بیل میں ہوتا ہے مولانا صاحب اٹھ کھڑے ہوتے ہیں نہ خود کچھ بولتے ہیں نہ دوسروں کو بولنے دیتے ہیں بس خود بولتے جاتے ہیں میں نے اس کی اس حرکت کو گویا یہ لفظ استعمال کیا تھا ان کی اس حرکت پر کہ بابا چھوڑو جو یہاں نصاب کی جو بات ہو رہی ہے نصاب میں دنیا کے کسی نصاب میں قانون جیسے ہرے و سعیج مضمون کو بچوں کے نصاب میں کیسے شامل کیا جاسکتا ہے میں نے صرف اتنی سی بات کی تھی اور مولانا صاحب نے اخبارات میں یہ شو شہ چھوڑ دیا کہ میں نے کہا تھا کہ فقہ خدا نحو است جس کی پر زور الفاظ میں تزوید کرتا ہوں اور ایوان کے سامنے بھی اور آپ کے نواس میں بھی یہ بات لانا چاہوں گا کہ اس قسم کی مذموم حرکتیں پھر جس کو بنیاد بنا کر کے اور پروپیگنڈا کرتے اور اپنے سیاسی مقاصد کے لئے ان باتوں کو استعمال کرتے ہیں میں آپ سے اپنے استحقاق کو استعمال کرتے ہوئے انجا کروں گا کہ اس قسم کی مذموم حرکتیں اور پروپیگنڈا اور غلط قسم کے شو شہ جو اخباروں میں دیئے جاتے ہیں اس کے سد باب کے لئے کوئی راستہ

نکالیں۔ شکریہ۔

**جناب اسپیکر :** تحریک التواء نمبر ۷ مولانا عبد الباری پیش کریں۔

**مولانا عبد الباری :** میں حسب ذیل تحریک التواء پیش کرتا ہوں۔ یہ کہ میں صوبائی وزیر تعلیم جناب واکٹ عبد المالک صاحب سے سوال نمبر ۳۲۱ میں فقہ اسلام کو نصاب تعلیم میں شامل کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔ لیکن پستونگواہ میپ کے ایم پی اے اور صوبائی وزیر آپا شی عبد الحمید خان صاحب نے بلاوجہ انہ کر بغیر موقع و محل کے اس سوال اور فقہ اسلامی کو نصاب تعلیم میں شامل کرنے کی مخالفت کرتے ہوئے اسلامی اقدار کی دشنی کا ثبوت دیا۔ حالانکہ نہ تو ان سے سوال کا تعلق تھا۔ اور نہ ہی وہ جواب دے سکتے تھے۔ انہوں نے فقہ اسلامی کو خرافات سے تعبیر کیا اور ساتھ ہی کہا کہ آپ اور علماء کرام فقہ نہیں پڑھا سکتے۔ اسلامی علوم سے واقفیت رکھنے والے مسلمانوں کو بخوبی علم ہے۔ کہ فقہ قرآن و احادیث کے بعد اسلامی قانون کا تیرا ہذا مأخذ ہے۔ اس کو خرافات کہنا۔ امت مسلمہ کی توجیہ ہے۔ اس طرح عبد الحمید خان اچکزی صاحب نے علماء کرام کی توجیہ کے علاوہ اسلامی اقدار کا بھی مراقب اڑایا جس سے نہ صرف میری بلکہ تمام معزز ارکین اسمبلی کی دل آزاری ہوئی اور انہوں نے تمام مسلمانوں کے دینی عقیدے کو مجموع کیا ہے۔ کیونکہ اس معزز اسمبلی نے تمام مسلمان معزز ارکین فقہ اسلامی کے مطابق زندگی گزار رہے ہیں۔ چونکہ یہ انتہائی احساس ضروری اور فوری نوعیت کا مسئلہ ہے۔ اس لئے اسمبلی کی کارروائی روک کر اس پر بحث کی جائے۔

**جناب اسپیکر :** تحریک التواء پیش ہوئی۔ مولانا صاحب آپ اس پر اپنا مختصر"

نکتہ نظر پیش کریں۔ تحریک التواء کو مد نظر رکھتے ہوئے۔

**مولانا عبد الباری :** بسم اللہ الرحمن الرحیم

**جناب اسپیکر :** سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آپ نے اس بارے میں اختصار کا لفظ

استعمال کیا ہے کہ مخترا۔۔۔

**جناب اسپیکر :** ہاں یہ فی الحال بحث کے لئے نہیں ہے۔

**مولانا عبدالباری :** جناب اس دن جب سردار صاحب تحریک پیش کر رہے تھے تو سردار صاحب نے پس منظر پر بڑی تقریر کی تھی تو جناب اسپیکر بات یہ ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور اسلامی اقدار کی حفاظت کریں اور اگر ہم اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور پھر اسلامی اقدار اور اسلامی علوم جن کا مأخذ قرآن اور سنت ہے۔ جس کا تمام زندگی کے اجریات اور عملیات سے تعلق ہے فقه میں صرف قانون نہیں ہے نہ فقه میں اخلاق ہے۔ بلکہ فقه میں ارکان خسمہ مسائل اسلامیہ کا مکمل طریقے سے ذکر ہے۔ فقه میں طیارت، صلات، صوم، زکوٰۃ، حجج، بعیع اور شرع ان تمام جیزوں کا تعلق ہے جس کا صرف تعلق ریاست سے نہیں ہے بلکہ اکثر کا تعلق عبارات اور انسانی زندگی سے ہے تو اس سے بڑھ کر بد قسمتی کیا ہوگی اور اگر ہمارا یہی غلط عقیدہ رہا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ہمارے ممبر صاحبان اتنی جرات کرے۔ جو ریکارڈ پر ہے اور اسمبلی کا ریکارڈ میرے پاس ہے۔

**عبدالحمید خان اچکزئی (وزیر) :** جناب اسپیکر مولانا صاحب چونکہ بچوں کے دماغ کو علم کو ان کے اس کو تیکیں کرنا چاہتے ہیں اپنے خرافات سے ہم اس خرافات کو روکنا چاہتے ہیں فدقہ چھوٹے بچوں کا کام نہیں ہے تو جناب اسپیکر فدقہ ایک علم ہے اور فدقہ چھوٹے بچوں کا کام نہیں ہے تو جناب اسپیکر فدقہ ایک علم ہے اور فرقہ میں صوم اور صلات کا ذکر ہے۔ تو اگر علم سے چھوٹے بچوں کے علم کو آراستہ نہ کرے جس فرقہ کا تعلق قانون کے ساتھ ہے معاشرت کے ساتھ ہے۔

**جناب اسپیکر :** آپ اس کو پڑھیں اور اس کی کاپی مجھے بھی دیں۔

**مولانا عبدالباری :** جناب یہ مکالمہ ہمارے اور ڈاکٹر صاحب کے درمیان ہو رہا تھا اسی دن جو کہ 321 سوال نمبر ہے۔ اور اس بارے میں جناب ڈاکٹر صاحب نے

کہا کہ ہم اس پر غور کر رہے ہیں تو اس پر وزیر صاحب نے مداخلت کی جو بلاوجہ مداخلت تھی۔

**عبدالحمید خان اچنزی** : مولانا صاحب میں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوں۔ مولانا صاحب فقہ کا نام لے کر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ خواہ مخواہ نہیں آپ لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں سوال یہ ہے کہ اب بولتے جاؤ اپنی بات کو چھپانے کے لئے مولانا صاحب آپ نے جس مضمون کو چھڑا ہے نہ اس کا آپ کو پتہ ہے فقہ کیا ہوتا ہے نہ آپ کے علمائے صاحبان کو پتہ ہوتا ہے تو آپ چھوٹے بچوں کے دماغ کو ان کے علم کو ان کے اس کو نیکیں یا مل لفظ "نیکیں" لکھا ہے نیکیں کرنا چاہتے ہیں اپنے خرافات سے ہم اس خرافات کو روکنا چاہتے ہیں فقہ چھوٹے بچوں کا کام نہیں ہوتا ہے۔

**مولانا عبدالباری** : جناب یہ قرآن اور سنت کو خرافات سمجھتے ہیں ذرا تجدید ایمان کرے خان صاحب۔

**جناب اسپیکر** : آپ تشریف رکھیں۔

**مولانا عبدالباری** : عبدالمحمد خان اچنزی آپ کو فقہ نہیں آتا ہے آپ چھوٹے بچوں کو کیا سمجھائیں گے۔

تو جناب اسپیکر انہوں نے نظریہ پاکستان کی توبین کی ہے اور جناب جس بنیاد پر پاکستان بننا ہے۔ گورنر ہاؤس میں انہوں نے وزارت کے لئے حلف انعاماً تھا اس میں باقاعدہ حلف کا ذکر ہے۔ اس کے لئے میں آئین کی چند دفعات کا حوالہ دیتا ہوں۔ آئین کی دفعہ 2 میں آرٹیکل نمبر 2 ”اسلام پاکستان کا مملکتی مذہب ہو گا“ اور جناب آئین کی تعمید میں لکھا ہے۔ ”چونکہ اللہ تعالیٰ بلا شرکت غیرے حاکم مطلق ہے اور پاکستان کی جمیعت کو جو اختیار اس کو مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کا حق ہو گا۔ وہ ایک مقدس امانت ہے۔ جس میں مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی عمل میں اس قابل بنا یا جائے کہ وہ اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات کی مقتضیات کے مطابق جس طرح قرآن پاک

و سنت میں تعمین کیا گیا ہے ترتیب دے سکیں۔ تو یہ عمل جو ہے آئین میں باقاعدہ اسلامی عمل کا ذکر ہے اور اسلامی عمل سے ہمارے علوم میں جو ہے وہ فقہ ہے۔

**شیخ جعفر خان مندو خیل (وزیر خزانہ) :** جناب یہ توب غیر متعلقہ ہائیں ہیں جو کہ بڑی بات ہے وزیر صاحب نے خود ہی کلیئر کر دیا ہے۔ کہ میں نے اس طرح سے کوئی بات ہی نہیں کی ہے۔ اگر ان کی تحریک منظور ہو گئی ہے تو وہ اس پر بات کریں۔ جیسا کہ آپ نے پہلے کہا کہ بھائی نیکست تک محدود رہیں۔ یا اس چیز تک ہی محدود رہیں وزیر صاحب نے کلیئر کر دیا ہے۔

**مولانا عبدالباری :** جناب میں نے سوال ڈاکٹر کلیم اللہ سے کیا تھا۔ وہ فقہ کا کہا تھا اور جو ڈاکٹر صاحب نے جواباً ”کہا تھا وہ بھی فقہ کے بارے میں تھا۔ تو وزیر صاحب نے جب یہ معاملہ چھیڑا اور آخر یہاں تک پہنچ گیا کہ فقہ جو ہے خرافات ہے، تک کہہ رہا ہے اس کے سیاق و سماق اور آئین کی دفعات کا میں ذکر کر رہا ہوں۔

**جناب اپسیکر :** وہ درست ہے لیکن جو اسمبلی کی پروسیڈنگ آپ کے ہاتھ میں ہے اور میرے ہاتھ میں بھی ہے۔ آپ اس کے مطابق ہائیں کہ کہاں پر استحقاق محروم ہوا ہے۔ یا فقہ کو برآ کہا گیا ہے۔

**مولانا عبدالباری :** جناب استحقاق یہاں سے محروم ہوا ہے کہ آئین جو ہے آئین میں فقہ اور اس علم کا تعلق ہے جن کا تعلق عمل کے ساتھ ہے۔ اور انہوں نے باقاعدہ جواب میں چذبات میں جو اپنے چذبات میں وہ اپنی باتوں کو بھی نہیں سمجھتے ہیں چذبات میں آگر انہوں نے فقہ کو خرافات کہا ہے یعنی بچوں کے لئے جو ہم پڑھا رہے ہیں علا صاحبان جو پڑھا رہے ہیں صوم و صلوٰۃ کے مسائل پڑھا رہے ہیں۔ وہ تو قانون نہیں ہے وزیر صاحب بڑا تیز آدمی ہے۔ اپنی بات کو چھپانے کے لئے ادھراً در کرنے کے لئے انہوں نے پہلے اپنا بیان دے دیا ہے۔ تو آئین جو ہے تمہید میں بھی اس کا ذکر ہے اور آرٹیکل نمبر(2) میں بھی اس کا ذکر ہے۔

آر نیکل نمبر ۳۱ قرآن پاک اور اسلامیات کی تعلیم کو لازمی قرار دینا آگے لکھا ہے  
زکوٰۃ عشر۔

جناب مجھے اجازت دے ویں میں اس معاملہ کو صاف کروں پوائنٹ آف آرڈر  
تقریر میں نہیں ہوتا ہے۔

**عبد القہار ودان :** (وزیر جنگلات) جناب پوائنٹ آف آرڈر جناب اگر آپ  
اس تحریک کو منظور کر لیں مولانا صاحب کی جو پرویز نگ ہے وہ آپ کے پاس بھی پڑی  
ہوئی ہے مولانا صاحب کے پاس بھی وہ خود یہاں پر کوئی ایسا لفظ ہی استعمال نہیں ہوا ہے  
کہ فقہ کا الفاظ استعمال ہو۔ مولانا صاحب اگر فقہ کے خلاف کہا ہے تو اس کی ڈیبل  
ٹائیں اس میں لفظ "آپ" استعمال ہوا ہے۔ آپ اپنے خرافات آپ کے خرافات تو  
اور بھی ہو سکتے ہیں۔

**جناب اسپیکر :** آپ تشریف رکھیں۔

**مولانا عبد الباری :** آر نیکل نمبر ۳۱ زکوٰۃ عشر۔

**جناب اسپیکر :** مولانا صاحب ایک بات بالکل واضح ہے کہ پاکستان کی اساس  
اسلام ہے اس سے کسی کو کوئی انکار نہیں ہے اب جو آپ نے تحریک التوا پیش کی ہے  
اور اسمبلی کی جو اس دن کی پرویز نگ ہے وہ بھی آپ کے ہاتھ میں ہے اس کے  
حوالے سے آپ کوئی دلیل دیں۔ تاکہ ہم یہ سمجھیں کہ عبدالحید خان اچھزی نے کہا اور  
جو اسمبلی کی پرویز نگ ہے وہ بھی آپ کے ہاتھ میں ہے اس کے حوالے سے آپ کے  
کوئی دلیل دیں تاکہ ہم سمجھیں کہ عبدالحید خان اچھزی نے اسلامی شعائر اور اسلامی  
تعلیمات کو خرافات کہا ہے۔ اب جبکہ انہوں نے ایک بیان دیا ہے اسمبلی میں کہ وہ  
اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے ہیں۔

**مولانا عبد الباری :** جناب وہ بیان تدوینیتے ہیں ابھی صاف بات ہے میں آپ  
کو ہادوں اسلام کا یہ حکم ہے میں نے تو ایک حوالہ دیا تھا کہ آئین میں جو اسلام اور

پاکستان کا اساس ہے وہ اسلام ہے۔

**حاجی محمد شاہ مردان زئی :** (وزیر) جناب اسٹیکر مولانا صاحب اور حمید خان کے آپس کے تعاذات میں پتہ نہیں کہ مولانا صاحب لوگوں کو کیوں دھکیل رہے ہیں۔

(شور) (ماہیک بند)

**جناب اسٹیکر :** مردان زئی صاحب میں آپ کو کہہ رہا ہوں آپ تشریف رکھیں۔ جو رواز ہے طریقہ کار ہے ایک چیز اسمبلی کے سامنے آئی ہے۔ اس کو طریقہ کار ہی کے مطابق ہی بنایا جائے گا۔ مولانا صاحب آپ مختصر کریں۔

**مولانا عبدالباری :** جناب مختصر یہ ہے کہ یہاں پر سوال ہوا تھا کہ میرا وزیر صاحب سے سوال ہوا تھا جس کی کارروائی میرے پاس ہے۔ ڈاکٹر مالک وزیر تعلیم سے یہ سوال ہوا تھا کہ فقہ کے متعلق ڈاکٹر مالک صاحب نے یقین دہانی کرائی اور ان کا میں محفوظ ہوں لیکن وزیر صاحب نے درمیان میں مداخلت کی اور اس کی جو مداخلت ہوئی وہ خرافات کے الفاظ تھے۔ دو تین جگہ انہوں نے خرافات کا لفظ استعمال کیا ہے یہ ہماری توبہ قسمی ہے کہ وہ پسلے ہوش میں نہیں تھے اور آج ہوش میں آگئے۔ جذبات میں آکر خرافات کو روکنا چاہئے جناب اسٹیکر میرا سوال یہ تھا کہ فقہ کو نصاب تعلیم میں ڈالنا چاہئے وہ بتا رہے ہیں کہ خرافات کو روکنا چاہئے۔ تو لازمی طور پر انہوں نے فقہ کو خرافات سمجھا ہے۔ اور جناب اسٹیکر دو چیزوں ہمارے سامنے ہیں ایک ان کا انکار ہے جو وہ آج کر رہے ہیں اور دوسرا ان کی بات ہے جو ریکارڈ پر ہے اور وہ ریکارڈ لاکیں کوئی ہائی کورٹ کا غیر جانبدار حکم مقرر کر لیں اور آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ حمید خان صاحب جو ہیں ایسے وزیر ہیں کہ ہم سمجھتے ہیں کہ وہ لاپرواہ قسم کا ہے کل وہ جذبات میں آکر جو بولتے رہے وہ آج اس سے مگر ہے تو بات انکار کی نہیں ہے بات نظریہ اور آئین کی ہے۔ جناب اسٹیکر انہوں نے آئین کی خلاف ورزی کی ہے نظریہ پاکستان کو پامال کر دیا ہے نہ صرف ہماری دل آزاری کی ہے بلکہ پوری امت مسلمہ کی انہوں نے

دل آزاری کی ہے ہمارے کوئی میں جتنی مذہبی جماعتیں ہیں وہ احتجاج پر ہیں میں نے ان کو روکا تھا مظاہرہ وہ کر رہے تھے اور وہ اسمبلی کا محاصرہ بھی کر رہے تھے۔ جناب اپنیکروزیر صاحب نے جس چیز پر انہوں نے حلف اٹھایا تھا اس کو خرافات کہا ہے فقہ کو فقہ کا ذکر باقاعدہ قرآن شریف میں ہے۔ ”وَاتْلُقْسُهُوا دِينُ وَزَرُو وَ عَلَيْهِمْ“ فقہ کا ذکر سنت میں ہے فقہ کا ذکر قرآن مجید میں ہے فقہ کا ذکر ہمارے مذہب میں ہے۔ فقہ صرف قانون نہیں ہے جیسا کہ حمید خان صاحب سمجھتے ہیں۔ فقہ کا تعلق عبادات سے ہے فقہ کا تعلق روزمرہ معاشرت کے ساتھ ہے صرف قانون نہیں ہے۔ تو جناب اپنیکرو انہوں نے باقاعدہ آئین کی خلاف ورزی کی ہے۔ جس پر انہوں نے حلف اٹھایا ہے آپ مردی کر کے وہ اگر معافی نہیں مانتے ہیں تو آپ ان کے خلاف ایکش کیش کو ریفرنس بھجوادیں ہاکہ ایکش کیش اس پر ایکش لے لے بات صاف ہے کہ انہوں نے صرف ہماری دل آزاری نہیں کی ہے۔ یہ ہماری ذات اور ہمارے خاندان کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ پوری امت مسلمہ کا مسئلہ ہے ساری امت مسلمہ سراسرا احتجاج پر ہے۔

**جناب اپنیکروزیر :** ٹریوری ہینجڑ سے اگر کوئی وضاحت کرنا چاہئے؟

**ڈاکٹر حکیم اللہ خان :** جناب اپنیکروزیرے خیال میں حمید خان صاحب نے اپنی پوری بات کہ دی اس کے علاوہ اسمبلی کی اس دن کی کارروائی ریکارڈ پر موجود ہے۔ اب مولانا صاحب کو خدا سمجھائے۔ اس نے ایک پرانٹ استعمال کرنا ہے اور واقعی فقہ کو وہ اپنی سیاست کے لئے استعمال کرتا ہے اس میں کوئی تک نہیں دین کو اپنی سیاست کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

**مولانا عبدالباری :** جناب اپنیکروزیر پرانٹ آف آرڈر ڈاکٹر صاحب کس خواہ سے بات کر رہے ہیں نہ کہ اس تحریک التواء کا اس سے واسطہ وہ ہمارے ذات پر اور ہمارے نظریہ پر تنقید کر رہے ہیں۔ حالانکہ ہم نے فقہ کو کبھی سیاست نہیں کہا ہے سیاست ہے تک فقہ کا حصہ ہے اور اس تحریک سے ہم کبھی بھی دستبردار نہیں ہو سکتے۔

ہم اس اسمبلی کو خیر آباد کر سکتے ہیں نظریہ اور آئین کو خیر آباد نہیں کر سکتے۔ یہ معمولی مسئلہ نہیں اپنے صاحب کے اوہرا وہ رہ جائے۔

**جناب اپنے سرکار :** مولانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔

**ڈاکٹر کلیم اللہ خان :** مولانا صاحب یا تو آپ حقوق کو سمجھتے نہیں یا سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے آپ ایک بات کی رث گائے ہوئے ہیں۔

**شیخ جعفر خان مندو خیل :** صادق صاحب نے سب کو لائن پر لگادیا ہے۔

**مولانا عبدالباری :** جناب اپنے سرکار جعفر مندو خیل نے بات کی لائن کی ہمارا باقاعدہ لائن قرآن اور سنت ہے اور ہمارے حلے سے بھی اخذ کر سکتے ہیں ہم باقاعدہ درس دیتے ہیں۔ جعفر صاحب بڑی غلط فہمی میں جلتا ہے یہ مسئلہ صرف حمید خان کے لئے نہیں اگر جعفر صاحب کا یہ روش ہو گا اس کی جو پارٹی ہے اور پارٹی کا جو کاز (Cause) ہے وہ بھی اسلام ہے پاکستان اسلام کے لئے بنا ہے قرارداد پاکستان کے مقاصد میں اسلام شامل ہے تو جعفر صاحب ایسی باتوں سے پرہیز کریں۔

**جناب اپنے سرکار :** نہیں مولانا صاحب فارسی میں کہتے ہیں ”عرنی مہ انڈیش زغونماۓ رقباں“ کوئی بات نہیں ہے۔ جعفر صاحب نے اگر کوئی بات کی تو کوئی مسئلہ نہیں آپ نظریہ پر قائم و اتم رہیں۔

**ڈاکٹر کلیم اللہ خان :** مولانا صاحب کی بات ہم سنتے رہے اب ہمارے ---

**میر محمد صادق عمرانی :** پاکخت آف آرڈر جناب اپنے سرکار جعفر خان اس بات کی وضاحت کریں کہ کیا لائن میرے خیال میں وہ خانہ کعبہ سے ابھی آئے جھوٹ نہیں بولیں گے۔

**جناب اپنے سرکار :** آپ تشریف رکھیں جی ڈاکٹر صاحب۔

**ڈاکٹر کلیم اللہ خان :** (وزیر) تو اس پاکخت کی طرف مولانا کی توجہ مبذول

کرتا ہوں کہ آپ نے جتنے بھی قانون پاکستان کے وہ اپنی جگہ ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ بات واقعی کسی گئی ہے یا آپ صرف ایک نقطہ پیدا کر کے پھر جمہ کے اجتماعات میں اپنی تشریف کا مقصد حاصل کریں گے۔ کیونکہ جمہ کے اجتماعات میں ظاہراً "آپ کو کوئی اور سیاست نہیں ملتی ہے۔ اب تو وہ سلسلہ رہا نہیں آپ کے لئے یہ سلسلہ ہے کہ یہاں سے غلط بات اٹھا کر جمہ کے اجتماع میں چھ مینہ تک کرتے رہیں گے اور یہ جو دین کے ساتھ مذہب کے ساتھ بدنتی ہے انسانیت کے ساتھ بدنتی ہے۔ آپ نے تناقلیل کی وجہ سے اسلام کو غلط استعمال کر رہے ہیں ہم اپنے کو آپ سے کم مسلمان نہیں سمجھتے ہیں بلکہ۔۔۔

**مولانا عبدالباری :** جناب اپنیکرڈ اکٹھ صاحب ہمارے استحقاق کو مجروح کر رہے ہیں انہوں نے ہمارے علماء کے لئے یہود کا آیات استعمال کیا۔ نعشاقِ لبلایہود کے علماء کے پارے میں جنوں نے دین کو چند پیسوں پر بیجا تھا۔ ہمارے علماء صاحبان وہ ہیں جنوں نے آپ کو مسلمان بنایا۔ آپ کا والد عالم تھا آپ ہماری وجہ سے مسلمان ہیں جناب اپنیکرڈ اکٹھ صاحب نے امت مسلمہ کی توہین کی، وہ معانی ما نہیں امت مسلمہ کے جو علماء ہوتے ہیں انہوں نے ان کو یہود کے علماء کے مشابہ قرار دیا اور وہ آیات پڑھتے ہیں جو خود ان کو نہیں سمجھتے۔ جناب اپنیکرڈ اگر ہر ایک کو بولنے کا حق ہے تو ایسے بولنے سے جہاں آئین کی خلاف ورزی ہے اس میں نظریہ پاکستان کی خلاف ورزی ہے۔ اس میں نظریہ پاکستان کو پامال کر دیا۔ مدائلت۔

**ڈاکٹر گلیم اللہ خان (وزیر) :** میں مولانا صاحب علماء حق کی بات نہیں کرتا ہوں۔ علماء سوکی بات کرتا ہوں۔ مدائلت۔۔۔

**مولانا عبدالباری :** جناب اپنیکرڈ یہاں منظوری اور ناممنظوری کی بات نہیں میں حاجی صاحب کو داد دیتا ہوں کہ آپ مذہبی آدمی ہیں اور آپ کے جذبات اس سے مجروح نہیں ہوں گے۔ کم از کم تحریک کا ساتھ دینا چاہئے۔

**میر محمد صادق عمرانی :** جناب اسپیکر مولانا صاحب نے ایک تحریک التواء پیش کی آپ نے کہا مولانا صاحب اس کی فیروزی پر دلائل دے میرے خیال میں ابھی تک مولانا صاحب اس پر بول رہے ہیں۔ اور اس طرح سے اس میں مداخلت کی جا رہی ہے۔

**جناب اسپیکر :** نہیں صادق صاحب شاید آپ سورہ ہے تھے مولانا صاحب بول چکے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

**مولانا عبد الباری :** جناب اسپیکر بڑی بدستی کی بات ہے اور تحریکوں پر جب بات ہو رہی تھی تو اس کے پس مظہر میں میر صاحبان پائچ پائچ گھنٹے بولتے ہیں مجھے آپ نے پائچ منٹ دیا ہے۔ مداخلت

**جناب اسپیکر :** ڈاکٹر صاحب آپ ایک منٹ خاموش رہیں مولانا باری صاحب آپ نے جتنا بولنا تھا۔ آپ بول چکے میں نے آپ کو بولنے سے منع نہیں کیا۔ البتہ میں نے یہ ضرور کہا کہ آپ مخترا "کیں۔ آپ نے آئین کے حوالے دیئے اسلام اور دین کا حوالہ دیا اب ان کو بولنے دیں اگر وہ کہیں غلطی کر جاتا ہے تب بھی وہ آپ کے حق میں ہے کل پھر دوبارہ آپ تحریک التواء لاسکتے ہیں۔ تحریک اتحاق لاسکتے ہیں بہر حال آپ ان کو بولنے دیں۔

**مولانا عبد الباری :** جناب اسپیکر آئندہ ہم کبھی بھی تحریک پیش نہیں کریں گے۔ ہمارا کام مسجد ہمارا میں مورچہ ممبر اور محراب ہے اور ہمارے پاس عوام ہیں۔ کبھی ہم اسیبلی سے اسلام کی خدمات نہیں کر سکتے۔ جناب اسپیکر اکر جعفر خان مندو خیل کی یہ بات ہے اور حاجی محمد شاہ مروانی جو مدھی وزیر بھی ہے۔ مدھی وزیر نے کیا اندازہ ہے اور ڈاکٹر صاحب کو ہم پشوتو نواہ کا منصب سمجھتے ہیں اور اس کی باتیں ایسی ہیں کہ علماء اسلام کو علماء یہود کے ساتھ مشابے قرار دیا ہے۔ جناب اسپیکر آج اسلام کی جو توپیں کی ڈاکٹر کلیم نے کی شاید حمید خان نے نہیں کی۔

**جناب اسپیکر :** میں مولانا صاحب کو ایک نقطہ سمجھاتا ہوں کہ وہ جتنی بھی فلسفیات کریں گے وہ آپ کے حق میں جائیں گے۔ ڈاکٹر کلیم اللہ خان صاحب آپ مجھ سے مخاطب ہو کر بات کریں۔

**ڈاکٹر کلیم اللہ خان :** جناب اسپیکر بات یہ نہ ہے کہ ہم اس بات کو سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ واقعی حمید خان نے یہ بات کی ہے یا نہیں اب صرف ایک ہی پوانت ہے کہ خدا نبواستہ حمید خان نے فقہ کو خرافات کہا ہے جناب آپ کے سامنے اسیلی کی اس دن کی کارروائی پڑی ہوئی ہے اگر آپ دیکھ لیں سوال چھوٹے موٹے شروع نہیں میں اس کو پڑھتا ہوں۔ حمید خان اچنزی مولانا صاحب نے فتح کا مضمون چھیڑا ہے میں مولانا صاحب پوائنٹ آف آرڈر کھڑا ہوں۔ لوگوں کو دھوکہ دیتے ہو فقہ کا نام لے کر یعنی کہ فقہ کو اس نے برائیں کہا ہے۔ اس نے فقہ کے متعلق کچھ نہیں کہا اور دوسرا اس میں نیچے آکر دیکھ لیں کہ سوال یہ ہے کہ بولتے جاؤ اپنے بات کو چھپانے کے لئے مولانا صاحب نے جس مضمون کو چھیڑا ہے نہ خود آپ کو اور نہ آپ کے علماء صاحبان کو پڑھتا ہے۔ جناب اسپیکر مولانا صاحب چھوٹے بچوں کے دماغ کو ان کے علم کو تیک کرنا چاہتے ہیں اپنے خرافات سے اس میں سوال یہ ہے کہ فقہ سے نہیں فلاں سے نہیں یعنی اپنی باتیں درمیان میں سیاست کے لئے استعمال کر کے آپ ان بچوں کے دماغ کو ایک حشم کا ڈیورڈ کرنا چاہتے ہیں ہم اس خرافات کو روکنا چاہتے ہیں یعنی فقہ کی بات نہیں کی بلکہ انہوں نے فقہ کو ایک اعلیٰ تعلیم کہا ہے جس میں اتنا اعلیٰ تعلیم کہا کہ بہت سے علماء کو اس کا پتہ ہے نہیں لہذا آپ ان چھوٹے بچوں کو جو ایک سال سے لے کر پانچ سال تک پرائمیری کو رسماں فقہ کو داخل کرنا ظاہر ہے ان کی دماغی استقطاعت سے بہت ہی باہر کی بات ہے لہذا ان چیزوں کو اس میں ڈالنے سے بچ کھیلوڑ ہوتے ہیں۔ ایک بات ہے کہ مولانا صاحب آپ کو فقہ نہیں آتا آپ چھوٹے بچوں کو کیا سمجھائیں گے اور وہ بھی بچے ایک سال سے لے کر کے چھ سال تک ان کی

عمریں ہوتی ہیں لہذا بیانیاری نقطے یہی تھا یہ نہیں تھا کہ خدا خواستہ فقہ یا فقہ کا مضمون خرافات ہے آپ اس کے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں اسلام کے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں کہ آپ اس کو خرافات کہیں آپ بخس نہیں اس کو خرافات کہہ رہے ہیں بلکہ آپ اس کے استحقاق کو محروم کر رہے ہیں ایک غلط الزام لگا کر اسیلی کے مجرم کے استحقاق کو محروم کر رہے ہیں اسلام کے استحقاق کو محروم کر رہے ہیں فقہ کے استحقاق کو محروم کر رہے ہیں۔

**مولانا عبد الباری :** جناب اسپیکر صاحب ڈاکٹر صاحب جتنی وضاحتیں کر رہے ہیں آج کی وضاحتیں اور کل کا جوان کا خرافات ہے آج وہ مجھے مخاطب کر رہے ہیں کہ آپ کے بارے میں جس طرح کارروائی میں لکھا ہے آپ کے خرافات آپ متعلقہ مجرم سے یہ پوچھ لیں کہ ہماری خرافات کیا ہیں ہماری خرافات اور ہمارا کام فقہ ہے سوال فقہ کا ہورہا تھا۔

**جناب اسپیکر :** آپ تشریف رکھیں میں اس کو ہاؤس کے سامنے پیش کرتا ہوں آپ تشریف رکھیں حید خان صاحب۔

**ڈاکٹر کلیم اللہ خان :** تو جناب اسپیکر صاحب اگر اردو کے جو الفاظ لکھے گئے ہیں ایک عالم کو ایک اردو جاننے والے کو اس کے سامنے رکھیں اور مولانا صاحب کو سمجھائیں کہ مولانا صاحب آپ اگر اس کا مطلب نہیں سمجھتے اور یہاں قصداً "اس کو غلط استعمال کرتے ہیں تو آپ اس تمام دنیا تمام اسلام کے استحقاق کو محروم کر رہے ہیں بلکہ اس کو غلط استعمال کر کے.....

**مولانا عبد الباری :** (پوائنٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر صاحب بات یہ ہے کہ ڈاکٹر کلم اللہ کس حوالے سے بات کر رہا ہے جنہوں نے علماء امت اسلامیہ کی تشبیہ دی تھی باقاعدہ تقریر میں ریکارڈ پر پڑا ہوا ہے ریکارڈ نکال دیں علماء سو کے ساتھ فہمنا" قلیلاً آیات بھی پیش کیا جو علماء سو کے بارے میں سورت بقرہ کی آیات ہے آپ ریکارڈ

نکال دیں اگر انہوں نے علماء امت مسلمہ کی توجیہ نہیں کی ہے تو میں ابھی ممبر شپ سے استحقی دیتا ہوں اگر انہوں نے علماء امت مسلمہ کی توجیہ نہیں کی ہے تو میں ابھی ممبر شپ سے استحقی دیتا ہوں اگر انہوں نے توجیہ کی ہے تو ان دونوں کے خلاف آپ ایکشن کمیشن کو ریفائلس بھجوادیں تاکہ وہ اس پر ایکشن لے۔

**ڈاکٹر کلیم اللہ خان :** مولانا صاحب آپ کے ہاتھ سے پورا ہوا تو آپ تمام ہال کو خارج کریں گے اور اپنے ساتھیوں کو ادھر بیٹھا دیں گے۔

**جناب اپسیکر :** ڈاکٹر صاحب آپ تشریف رکھیں آپ بول چکے ہیں اب ہاؤس کے سامنے اس کو پیش کرتے ہیں۔

**جناب اپسیکر :** قاعدہ 75(2) کے تحت اب تحریک التواء کو ہاؤس کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اور اس پر دو بلک کی جائے گی اگر ہاؤس کے ایک بلک چھ 1/6 ممبر زادس کے حق میں کھڑے ہو جائیں گے تو تحریک کو بحث کے لئے منظور کیا جائے گا وگرنہ تحریک مسترد ہو جائے گی۔

**جناب اپسیکر :** تحریک کو دو بلک کے لئے ہاؤس میں پیش کیا جاتا ہے جو اس کے حق میں ہو وہ کھڑے ہو جائیں چونکہ تحریک کو مطلوبہ اکثریت حاصل نہیں ہوئی اس لئے تحریک مسترد کی جاتی ہے۔

**مولانا عبد الباری :** تو ایسے حالات میں ہم اسمبلی سے بائیکاٹ کریں کہ یہ اپوزیشن اور اقتدار کا مسئلہ نہیں تھا آپ نے بھی وقت دیدیا ممبر صاحبان کو اور علماء کی توجیہ کی ڈاکٹر کلیم اللہ نے علماء کو امت اسلامیہ کا تشیہ دیا علماء سو کے ساتھ تو ایسے حالات میں ہم اسمبلی میں نہیں بیٹھ سکتے۔

(اس مرحلہ پر معزز ارائیں اپوزیشن واک آؤٹ کر گئے)

**طارق محمود کھیتران (وزیر) :** پرانخت آف آرڈر مولانا صاحب ہم سب کو.....

**جناب اسپیکر :** طارق صاحب آپ تشریف رکھیں وہ مسئلہ ختم ہو گیا اور اس پر  
دو نک ہو چکی ہے تحریک التواء نمبر 8 محمد صادق عمرانی پیش کریں گے۔ چونکہ حرك موجود  
نہیں ہے۔

سرکاری کارروائی برائے قانون سازی

**جناب اسپیکر :** وزیر ملکہ تعلیم مسودہ قانون نمبر 4 پیش کریں۔

**ڈاکٹر عبد المالک بلوچ (وزیر تعلیم) :** میں یونیورسٹی آف بلوچستان کا  
مسودہ قانون مصدرہ 1996ء پیش کرتا ہوں۔

**جناب اسپیکر :** یونیورسٹی آف بلوچستان کا مسودہ قانون مصدرہ نمبر 4 1996ء  
پیش ہوا وزیر تعلیم مسودہ قانون نمبر 4 کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

**وزیر تعلیم :** میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ یونیورسٹی آف بلوچستان کے مسودہ  
قانون مصدرہ 1996ء کو بلوچستان صوبائی کے قواعد و انضباط کا مجریہ 1974ء کے قاعدہ  
نمبر 84 کے مقتنيات سے مستثنی قرار دیا جائے۔

**جناب اسپیکر :** تحریک یہ ہے کہ یونیورسٹی آف بلوچستان کے مسودہ قانون  
 مصدرہ 1996ء کو بلوچستان کے قواعد و انضباط کا مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 کے  
مقتنيات سے مستثنی قرار دیا جائے۔

**جناب اسپیکر :** سوال یہ ہے کہ تحریک کو منظور کیا جائے۔  
(تحریک منظور کی گئی)

**جناب اسپیکر :** اب سردار اختر مینگل کی تحریک التواء نمبر 1 جو کہ مورخہ 16  
سی 1996ء کو ایوان میں پیش ہوئی تھی اور باضابطہ قرار دی گئی تھی اس پر مزید بحث  
عبدالحیید خان اچنڈی صاحب۔

**جعفر خان مندو خیل :** جناب اسپیکر میں بھی بولنا چاہوں گا اس پر بعد میں۔

**عبدالحميد خان اچکزی (وزیر) :** جناب اسٹریکٹ صاحب یہ تحریک التواء جس میں مجھے کچھ باتیں نظر آئیں جو میں نے پہلے دن اپنی باتوں میں واضح کر دی تھیں کہ پہلے ہمیں اپنا کچھ ہوم و رک کرنا چاہئے یہاں پر دو بڑی قوتیں آباد ہیں پشتوں اور بلوج یہ بات میں نے اس دن کی تھی اور واضح طور پر کسی تھیں کہ جب تک پشتوں اور بلوج آپس میں ایک ایم او یو نیں دستخط کریں گے ایک ایم او یو پنج میں نہیں آئے گا اس وقت تک ہم بڑے بھائی بلوج سے یا فیڈرل گورنمنٹ سے اپنی جو ہماری ذمیانڈڑ ہیں جو ہماری شکایتیں ہیں اس میں ہم بات کیسی نہیں لے جاسکیں گے یہ بات کی تھی ہاتھ تفصیل بہت ساری ہے میرا خیال تھا کہ اس پر بولیں گے مگر آپ تو دوسرے نئے حضرات آئے ہیں میں کچھ وقت اس دن بھی لے چکا ہوں میں صرف یہ کہوں گا مختصر" کہ بلوجستان کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے تحریک التواء کی جماں تک ان باتوں سے تعلق ہے این ایف سی ایوارڈ ہے قرضے ہیں ہماری ذمیانڈڑ پروگرام ہے ہندیز ملک میں تقسیم ہو رہے ہیں ابھی کل پرسوں کی بات ہے گلگت کو ایک ارب 56 کروڑ کا بھکج ہو رہا ہے کراچی کے لئے ایک سو تیس ارب کا بھکج ہے اس کے لئے بھکج ہے ہمارے بلوجستان کی یہ حالت ہے کہ ابھی ہم گورنمنٹ کو چلانے کے لئے جریان ہیں کہ گورنمنٹ کیسے چلے گی ذمیانڈڑ تو اپنی جگہ رہے گی ذمیانڈڑ کے لئے ہمارے پاس پیسے نہیں ہاہر سے ہلمنڈ اینڈ ہلمنڈ آف ڈالر کے قرضے آتے ہیں بلوجستان کو پہنچ ہی نہیں ہوتا کہ یہ قرضے کس لئے جا رہے ہیں اور یہ قرضے کیسے تقسیم ہوں گے اس قسم کی بہت ساری باتیں ہیں مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے جناب اسٹریکٹ صاحب کہ تحریک التواء پاس کر کے یا ریزویشن پاس کر کے ہمیں ملے گا کیا اس بات پر ہمارے ایوان کو ہمارے ٹھیکری ہندوز کو سب کو اس بات کو سوچنا پڑے گا کہ ایک تو پہلے ہمیں اکٹھا ہونا چاہئے اتحاد ہونا چاہئے دو بڑی قوموں کے درمیان پھر اپنے سیاسی پارٹیوں کے درمیان ایک انڈر اسٹینڈنگ ہونی چاہئے اور جب تک یہ انڈر اسٹینڈنگ نہیں ذمیانڈڑ ہو گی بلوجستان

میں ہم اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے مخفی بھی چوری تقریبیں اور باعثیں کرنے سے اسیلی میں کچھ نہیں بنے گا۔ ہم پہلے بھی یہ قرار دادیں پاس کرچکے ہیں پہلے بھی یہ تحریک التواہ لائچکے ہیں مگر فیڈرل گورنمنٹ ذرا بھروس کی طرف توجہ نہیں دیتا تو اب سوال یہ ہے کہ ہمیں اپنا سرجوڑ کریں راستہ نکالنا ہو گا۔ کہ آخر ہمیں کرنا کیا ہے بلوجہستان میں ہم کریں گے کیا جب فیڈرل گورنمنٹ بھی ہماری بات نہیں سنتی ہم آپس میں بھی اپنا ہوم ورک نہیں کھلہٹ کرچکے تو اس سلسلے میں آخر ہمیں کیا کرنا پڑے گا میں اپنے سارے ساتھیوں کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ راستہ سوچیں کہ اگر فیڈرل گورنمنٹ ہماری تحریک التواہ کو کوئی اہمیت نہیں دیتی کوئی توجہ نہیں دیتی تو پھر ہمیں کیا کرنا ہے سب سے اہم بات میں یہ سمجھتا ہوں اور میرے اپنے ذہن میں میرے پاس سوائے اس کے کہ ہم اکٹھے ہو جائیں اور ایک منعقدہ پروگرام بنائیں اس کے علاوہ اس سوال کا جواب میرے ذہن میں بھی کوئی اور طریقے سے نہیں آتا ہے جناب اپنے صاحب میں صرف اتنی بات کرنا چاہتا تھا۔

**جناب اپنے کردار :** شکریہ حیدرخان صاحب جناب جعفرخان مندوخیل صاحب۔  
**جعفرخان مندوخیل (وزیر) :** بسم اللہ الرحمن الرحيم شکریہ جناب اپنے کردار نے موقع دیا تحریک التواہ کی ہے کہ پراؤ نشل اتناوی کے اوپر ایک تو میرے خیال میں ہاؤس کے اکٹھی ان اسپکٹ (Aspect) کو یا ان لیوٹ (Levels) کو زیادہ بہتر سمجھتے ہیں جہاں تک آئینی تقاضوں کا معاملہ ہے یا پھر ایسپکٹو (Aspective) معاملات ہیں یا فیڈرل گورنمنٹ اور پراؤ نشل گورنمنٹ کے ریلیشنز کا تعلق ہے میں زیادہ تر اپنا توجہ دوں گا یا زیادہ تر اپنے مالیات کے متعلق کوشش کروں گا کہ اس حد تک رکھوں گا کہ تقریبی بھی مختصر ہو کیونکہ آج کل جو ہے دنیا میں بغیر مالی خود مختاری کے کوئی خود مختاری کسی بھی طریقے سے آپ اس کو استعمال ہی نہیں کر سکتے ہیں اگر آپ تک آپ کو مالی خود مختاری نہ ہو معاشری خود مختاری نہ ہو اس وقت پراؤ نسیم کی یہ حالت ہے خصوصی

طور پر بلوچستان پر اونس کے حوالے سے بولوں گا جس کو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک چھوٹا  
پر اونس ہے اور اس کی اس فیڈریشنگ یوٹس میں سب سے کمزور حیثیت ہے سیاسی  
لیوں سے بھی کہ اس کے گیارہ ایم این ایز ہوتے ہیں جہاں دو سو سات ایم این ایز کی  
بات آتی ہے گیارہ کی دو لیج بڑی کم ہوتی ہے پھر صوبے کے اندر بھی تقسیم در تقسم کیا  
ہوا ہے گیارہ ایم این ایز بھی مختلف پارٹیوں سے تعلق رکھتے ہیں جن کا کوئی ایک ویٹ  
ایک جگہ پر کبھی ہم نے نہیں دیکھا ہے کہ گئے ہیں تو اس وجہ سے میں نے یہ محسوس کیا  
یہ محسوس کرنے میں آیا ہے کہ بلوچستان کا اس موجودہ سسٹم میں یا جوانانوی جو چل رہی  
ہے اس میں بھی بلوچستان کا اپنا سیاسی یا آبادی کا ویٹ نہ ہونے کی وجہ سے کوئی حیثیت  
نہیں رہ گئی ہے سب سے پہلے مالی طور پر میں یہ کہوں گا کہ اس ملک میں جس کے آئین  
میں یہ خلافت دی گئی ہو آر نیکل 37 کے تحت جناب اپنے آپ موجود تھے اور ہاؤس کے  
بیشتر اکین م موجود تھے کہ پریزیڈنٹ صاحب نے سبی میں بھی کہا تھا کہ آپ کے اوپر یہ  
مردانی نہیں ہے یہ آپ کا آئینی حق ہے جو فیڈرل گورنمنٹ نے یا ان یوٹس نے آپ کو  
دنتا ہے یہ کسی کی مردانی یا اس کے طور پر دمارنے اور نہیں آتا ہے ہمارا آئینی حق ہے  
آر نیکل 37 کے تحت اندر ڈولپمنٹ ایریا ز کو آپ نے Priority کی بنیاد پر ڈولپ کرنا  
ہے اس وقت اس ملک میں اگر دیکھیں تو سب سے کمزور ترین ڈولپمنٹ وہ بلوچستان ہے  
اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ ہر ایک کہتا ہے کہ میں غریب ہوں اس کے کچھ طریقہ کار  
ہوتے ہیں متعین کرنے کے لئے Social activities ہوتے ہیں وہ  
Social نیکل فیکٹر جو ہیں اس کی میں بات کر رہا ہوں این ایف سی میں اندر ڈیسکشن  
آتے تھے آئیں برکمنگ واژہ دیکھ لیں بلوچستان اس میں چوتھے نمبر پر ہیں پرانی  
انجوکیش دیکھیں اس میں چوتھے نمبر پر ہیں روڈز میں آپ دیکھیں اس میں چوتھے نمبر پر  
ہیں ایریکشن میں آپ دیکھ لیں یہاں کتنا خرچ کیا فیڈرل گورنمنٹ نے جب دوسرے  
صوبوں میں اتنے نہی سسٹم ڈولپ کئے اس کے مقابلے میں ہمارا سسٹم جو ہے اس میں

ہم چوتھے نہیں شاید اگر دس بیس نمبر پر ہوتے میوسیں نمبر پر آتے لیکن چونکہ چوتھا نمبر میں اس وجہ سے کہہ رہا ہوں کہ چار صوبے اس ملک میں فی میل انجوکیش (Female Education) ہے اس میں چوتھے نمبر پر ہیں یعنی کہ یہ تمام ہیں پر کھانا اگم ہوتا ہے پورے ملک میں جو دنیا میں ہر جگہ ایک حساب ہوتا ہے کہ آبادی کا یا ترقی کا تعین پر کھانا اگم سے کیا جاتا ہے جب ہم کہتے ہیں کہ ہمارے ملک کی پر کھانا اگم زیادہ ہیں تو ان کو آباد قصور کیا جاتا ہے کہ ہم سے زیادہ آباد ہے زیادہ ڈوپلٹ ہے ہماری پر کھانا اگم جو ہے اس وقت سندھ سے تیرے نمبر پر ہے بقا یا صوبوں سے آرٹس سے بھی کم تو اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو بلوچستان کا اس تمام آبادی اور ترقی میں ہمارا آئینی حق تھا کہ تمام کو پس پشت ڈال کر کے پلے بلوچستان کو ڈوپلٹ کیا جاتا آج حالت یہ ہے کہ بلوچستان مزید پختگی کی طرف جا رہا ہے ۷۳ء کی جو حالت تھی میں سمجھتا ہوں کہ شاید اس سے وہ جس وقت یہ دوبارہ کانٹی نوشون فریم ہو رہا تھا یا جس کے اوپر ہمارے نمائندوں نے بھی دستخط کئے تھے اس وعدے پر کہ آپ کو بھی ترقی دی جائے گی بلکہ پلے آپ کو دی جائے گی پھر اس کے بعد بقا یا ملک کو اس سے لے کر آج تک وہ نوٹس کیا ہے جو سو شل ایڈنکھائز ہیں جو اکناک ایڈنکھائز ہیں اس میں ہمارا صوبہ سب سے نیچے ہے لیکن افسوس کہ ہم کر بھی کچھ نہیں سکتے ہیں جب ہم این ایف سی کی مینگ میں جاتے ہیں ایکنیک (Ecneec) کی مینگ میں جاتے ہیں جب پرانی کی مینگ میں جاتے ہیں ہر طریقے سے ہم لوگوں نے کئی مرتبہ میں تو بذات خود پر ایڈڈی فشن فافس دس مرتبہ فلٹ فور مزپر سے زیادہ پر زنٹ کیا ہے لیکن وہاں اس طرف توجہ دی جاتی ہے یعنی کہ آئین میں جو درج ہے اس کی طرف بھی توجہ نہیں دی جاتی ہے لون جیسے میرے دوست حمید خان اچنی نے کما آج اس ملک میں جو باہر سے لوں آتے ہیں اس کے پر نیکو زیشن بھی نہیں کر سکتے ہیں ہم یہ بھی نہیں کہ سکتے ہیں زیادہ سے زیادہ ہمارا یہ ہے کہ ہم اپنا سوال پیش کر دیں کہ ہم کو اس چیز کی ضرورت ہے

یا ایک سو سترارب روپے کے درمیان بتا ہے اس میں جو ملتا ہے وہ نہ ہونے کے برابر ہے اس میں ہماری آج تک کوئی پر اڑتی نہیں پوچھی گئی ہے کہ آیا آپ مستونگ کو بھلی دینا چاہتے ہیں یا گواہ کو زینا چاہتے ہیں آپ مستونگ کو گیس دینا چاہتے ہیں یا فلاں کو آج تک کسی بھی چیز میں ہم سے معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی گئی، ابھی نہیں کہ ایک چھوٹی سے میٹنگ بلاکر ہماری ضروریات معلوم کی جائیں، پھر اس میں ہمارا ایک شیرت بتا ہے ہم بھی اس ملک کا ایک صوبہ ہیں اس ملک کا ایک حصہ ہیں آج تک اس شیر کے متعلق کسی نے نہیں سوچا ہے کہ بلوچستان میں اس کا کوئی شیرت ہے بمشکل فیڈرل پروگرام میں جوان کے اپنے خرچ ہوتے ہیں بہت مشکل ہے اگر یہ دیکھا جائے وہ دو نیصد بھی نہیں بنتے ہیں، کیا ایک صوبے کو جو ملک میں سارے کام ہو رہے ہیں اس کا دو نیصد کا حق بھی نہیں پہنچتا ہے، پھر جو ہم اپنی پر اڑتی بنالیتے ہیں وہ اسے روی کی ٹوکری میں ڈال دیتے ہیں یہ اٹاؤں نہ ہونے کی وجہ سے یہ سب کچھ محوس کرتے ہوئے ریکارڈ پر آنے کے بعد بھی ہمارے پاس ہوئی ایسی طاقت نہیں کوئی ڈاکو منزی یا دیگر فرم نہیں ہے جس کو ہم بتائیں یہ کہ ہمارے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے کیوں ہوتی ہے جو انصاف ہے حق ہے اس کی بعد میں اصلاح بھی کر سکے، پھر جو صوبائی تعلقات ہیں پچھلا این ایف سی ایوارڈ 1990-1991ء میں این ایف سی ایوارڈ ہوا ہے غصب یہ ہوا ہے کہ 1974ء میں پہلے ایک ایوارڈ ہوا تھا تو اس کے بعد 1991ء میں ایوارڈ ہوا، سولہ سال کے وقته کے بعد جبکہ آئین کا تقاضا ہے کہ ہر پانچ سال کے بعد آپ نے نیا ایوارڈ کرنا ہے تاکہ جدید خطوط پر ضروریات کے اوپر آپ ٹوڈیٹ مالی وسائل فراہم کر سکیں، موجود وسائل سے وہ آئین تقاضے تک پورے نہیں کئے جاتے ہیں، کہ آپ نے ہر پانچ سال ایوارڈ کرنا ہے جو کہ پانچ سال تک آپ کے وسائل کی تقسیم آتی ہے پچھلے این ایف سی ایوارڈ جو ہوا ہے وہ نسبتاً "صوبوں کے حق میں بہتر تھا کہ بلوچستان میں کوئی حصہ ملا،" این ایف سی کے ایوارڈ کے دو حصے ہوتے ہیں ایک ڈائریکٹ ٹرانسفر ہیں ایک ڈویڈن پول سے جو ہمیں

اس کے لوں جس کو پے پیک بھی ہم نے کرنا ہے یعنی کہ میں قرضہ لیتا ہوں ادا بھی میں نے کرنا ہے اس میں تو مجھے تھوڑا بہت حق ہونا چاہئے کہ اس کی جس وقت شریم لائے کرتے ہیں اس وقت مجھے کوئی پراسیس میں رکھیں لوں ہو آتا ہے اس میں بھی وہ لوگ اکنامک آف ڈویژن بھی فائنا لائیز کرتے ہیں۔ فیڈرل گورنمنٹ بھی فائنا لائز کرتی ہے اور وہی اس سب کو فائل کر کے ہم کو دیتے ہیں بعض ایسے لوں آتے ہیں جو ہمارے پراؤنسل کنڈیشن میں ان کی ضرورت نہیں ہوتی ہے بعض ہمارے ایسے ایمپارٹمنٹ سکیوریٹیز ہیں جس کی طرف کسی نے بھی توجہ نہیں دی ہے یا کوئی بھی لوں آتے ہیں وہ لوگ ادھر سے واپس کر دیتے ہیں یعنی کہ ہم کو اپنے ڈولپمنٹ کرنے اپنا قرضہ لینے میں اختیار نہیں ہے کہ کس میں قرضہ لین آپ پانی کا سلسلہ حل کرائیں آپ آرڈرز کا مسئلہ حل کرائیں اس لیوں پر بھی ہمارا اختیار نہیں ہے فیڈرل پی ایس ڈی پی آتی ہے پھر پراؤنیس کے متعلق کوئی گاہیہ فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ یہاں تک ہمارے مسائل کا تعلق ہوتا ہے یہ یہاں تک اگر ہم کدھر کو پیش کرتے ہیں کوئی بولنے ہیں اس میں جتنا ہم کو رسماں ملتا ہے اس کے متعلق میں بات کر رہا ہوں، فیڈرل پی ایس ڈی پی ہے آج تک صوبے میں یہ پوچھا نہیں کیا ہے کہ یہ قومی آمدن جس کے دو حصے ہوتے ہیں ایک وہ جو آئین کے تحت صوبوں کو خلل ہو جاتے ہیں ایک وہ جو فیڈرل گورنمنٹ اپنے بجٹ میں ڈولپمنٹ کرتی ہے فیڈرل گورنمنٹ بذات خود تو کوئی معنی نہیں رکھتا ہے کوئی جگہ نہیں ہے صرف ایک اسلام آباد کے خطے تک شاہد اگر آپ کہہ دیں تو وہ بھایا فیڈرل گورنمنٹ بھی پراؤنیسز ہیں یہ چاروں یونٹ ملا کر فیڈرل گورنمنٹ جو ترقی کر رہی ہے ڈائرکٹ 97ء بلین خرچ کر رہی ہے ان ڈائرکٹ جو کہ بھیڑلکھ نہیں ہوتے ہیں کارپوریشن میں، جیسے نیشنل ہائی وے لوں لے کر خود کرتی ہے ٹیلفون والے اپنے طور پر ڈولپ کرتے ہیں یا کارپوریشن ہے واپڈا کے ہیں وہ بلین ایڈ بلین ان کی اپنی آمدن ہے اور وہ بانڈز وغیرہ فروخت کر کے جو نہیں آمدن ہوتی ہے ان کو ملا کر ایک سو سانچھے ارب

پیے ملتے ہیں، ایک وہ ہیں۔ ڈائریکٹ ٹرانسفر میں یہ آتا ہے مجھے گیس کی رانفلی ہے، ایک سارڈ ہوتی ہے اور ڈیو لہنٹ سرچارج ہے میں یہ کوں گا کہ این ایف سی کے اپنے فکر وہ ہیں یعنی کہ پلے سے یہ بات کی جاتی تو کہتے تھے کہ بلوچستان غدار ہے بلوچستان ملک سے غداری کر رہا ہے اب جبکہ حقائق بیان کئے جا رہے ہیں آج جب حقائق کے تعلق ہم بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ فارمولاؤرک نہیں کر رہا ہے اس طرح کی ہائی کرنسی ہے اسی میں خود مسلم لیگ سے تعلق رکھتا ہوں ایک قوی پارٹی سے تعلق رکھتا ہے لذا مجھ سے یہ بات کی جائے شاید یہ کسی حد تک کم ہو لیکن غداری کا الراہم تو کدم لگادیتے ہیں گیں ڈیو لہنٹ کی مد میں ہیں 1995-1996ء میں جاتب اکٹھیر اس ہاؤس کو بھی پڑھتے ہے اس میں بھی ڈسکشن ہو چکی ہے ملتے تھے سات ارب روپے، کاربینڈ فکر تھی جہاں ان کی مرضی چلتی ہے جہاں ان کا انترست ہوتا ہے میں ذکر کروں گا کہ ہجاب کا یہ خوش قسم صوبہ ہے کہ اسٹبلشمنٹ کا تعلق ایک صوبے سے ہے یا سندھ جو ہے خوش قسم صوبہ ہے کہ وہ لیڈر شپ اس سے تعلق رکھتی ہے بھنو صاحب، پھر جو نیجو صاحب آئے پھر محترمہ ہے نظر آئیں، آج بھی ان کی حکومت ہے وہ تو پروٹوکٹ کر لیتے ہیں کمزوری آتی ہے ہمارے ہے میں آتی ہے کیونکہ نہ ہماری لیڈر شپ ہے نہ اسٹبلشمنٹ ہے پولیٹکل ایک چھوٹا صوبہ ہے نہ کوئی اس کا ایمبلیکٹ ہے، پھر جو ہے وہ بھی منقسم ہے ہاؤس کی صورت میں دیکھیں تو آٹھ پارٹیوں کا مینڈیٹ ملا ہوا ہے۔ لیکن دوسرے صوبے میں دو دو پارٹیاں ہیں زیادہ سے زیادہ تین پارٹیاں ہیں تو سات ارب روپے ہم نے کہا کہ ہمیں پیسے نہیں مل رہے ہیں کیوں نہیں مل رہے ہیں اپوزیشن جن کی فیڈرل گورنمنٹ میں حکومت تھی اور ان کے کئی الائز ہیں، بعض اس وقت بھی بھی بھی این ایم بیسٹل بھی ان کے الائز تھی، یا جے یو آئی ان کے ممبر تھے انہوں نے بھی اس بات کی حمایت کی تھی جو پر عملدرآمد کی جاتی ہے یہ فیڈرل فکر وہ تھیں اس پر کیوں عملدرآمد نہیں کیا جاتا ہے، بلکہ اس پر ورک فیس کیا کیا ہے ہمارا پورا صوبہ ہوتے ہوئے بھی نہیں

سال میں 1700 ملاز میں دی گئی ہیں انہوں نے سوئی سدرن میں دو ہزار ملاز میں دے دیں ہیں تقریباً اتنے ہی سوئی نادرن میں دیئے ہیں۔ ہمارے ساتھ اس کے اعداد و شمار ہیں یعنی کہ دوسرے کامال سمجھ کر کے چوری کامال سمجھ کر کے حرام کامال سمجھ کر کے مال نیمت سمجھ کر وہ اس طرح لوٹتے ہیں کہ ہمارے رسیوسز کا ہمارے اوپر کوئی حق نہیں پہنچتا ہے، جو ہماری گارنی فلکو ہیں کیونکہ آئین کے اندر یہ موجودہ سیٹ اپ کے اندر ہماری گورنمنٹ کی حکومت کو اتنا اقتیار نہیں ہے کہ ہم اپنے ٹیکوں کی چھان بینا کر سکیں۔ جو کہ این ایف سی ایوارڈ میں ہے وہ بھی جس طرح خرچ کرتے ہیں پھر کتنے ہیں کہ اتنا ہے ہوا ہے۔ آپ لے لیں اس بھلی گیس ڈولپمنٹ سرچارج کی مدد میں ہم یہ کہیں گے کہ انہوں نے لوٹا ہے، جدھر بھی کوئی ڈیولپمنٹ کی ہے پولٹیکل ڈولپمنٹ کی ہے جدھر گیس دی ہے۔ کوئی گاؤں نہیں تھا ادھر گیس دی ہے ہمارے صوبے میں صرف دو گاؤں کو گیس دی گئی ہے جبکہ خود انہوں نے اس دوران سیکڑوں گاؤں کو گیس دی ہے اس لئے دی ہے کہ خرچہ بلوچستان حکومت کا ہے۔

کیونکہ جتنا خرچ ہوتا ہے بقايا ہم کو دینا ہے سات ارب کی بجائے انہوں نے ہمیں دو ارب ایڈیکیٹ (Indicate) کے ہیں۔ ہم لوگوں نے شور شراپ کیا پھر ہم فیڈرل گورنمنٹ کے پاس گئے۔ پرائم فٹر سے ملے جنوں نے ہمیں تسلیاں دیں۔ کہ آپ کو انصاف ملے گا حق ملے گا تو اتنا لے دے کر ایک مجبوری کے تحت آپ گواہ ہیں۔ سات ارب نہیں دیتے ہیں ہم کمزور ہیں اگر سات ارب نہیں دیتے ہیں تو ہم کیا کر سکتے ہیں موجودہ پوزیشن میں اتنا قومی کی یہ حالت ہے کہ آپ کو بھی کچھ نہیں کہہ سکتے ہیں چلو انہوں نے کہا کہ آپ کے سابقہ سال کے چار سو چھیاسٹھ کروڑ روپے دوبارہ رکھ لیتے ہیں۔ پرائم فٹر صاحب نے خود ان شورنس دی کہ پہلے سال کی بیانیار ہم آپ کو رسیز کر دیں گے۔ جس کے اوپر ہم نے بجت بنایا جس پر ہم نے پورے سال کا پروگرام بنایا ابھی بات جب کرتے ہیں تو کہتے ہیں وہ تو ایک بات تھی کہتے ہیں اگر ہم آپ کو یہ نہ کہتے تو آپ شاید واک آؤٹ کر لیتے یا بجت میں حصہ نہیں لیتے آپ لوگوں کو ہم نے بات کہ دی۔ یعنی کہ این ایف سی کے لیول پر جو کہ ہائیست لیول (highest level) ہوتا ہے۔ جس میں اس کا پورا بجت ہوتا ہے۔ پرائم فٹر اس کی صدارت کرتا ہے گورنر موجود ہوتے ہیں اور چیف فٹر فالس فٹری ایڈڈی کے نمائندے موجود ہوتے ہیں۔ وہ مشترکہ طور پر اس کی منظوری دیتے ہیں۔ اس کی کمپنی کو اس مد میں نہیں رکھا ہے اور پتہ نہیں ان کا آگے کیا پروگرام ہے۔ یہ تو ڈائرکٹ رانفر کی بات آئی اسی طرح رانیٹی۔ ہمارے گیس کا 13 روپے ریٹ لگایا گیا ہے اور ہنگاب میں جو گیس لکھتی ہے 45 روپے۔ سندھ ہائیس روپے سے لے کر اسی روپے تک اس کا ریٹ لگایا ہوا ہے۔ یعنی کہ جو نقصان کر رہی ہیں ان کو بھی ہمارے فائدے سے حصہ دیا جا رہا ہے۔ بچ رہے ہیں سامنے پر خرید رہے ہیں اسی پر ہمیں روپیہ نقصان کر رہے ہیں لیکن ان کو پر یونٹ اتنا منافع مل رہا ہے جتنا بلوچستان کو مل رہا ہے۔ کیونکہ تمام اخراجات کو ایک جگہ ڈال کر



کی Discussion کر رہے ہیں ہر جگہ پر ہم لوگ باقاعدہ قوتوں کا ساتھ دیا ہے جس کو میں سمجھتا ہوں کسی زمانے میں شاید میں اس فلور کا حصہ بھی بناؤں ان documents کو کیونکہ آج ہم حق نہیں رکھتے جب تک Finalize نہ ہو ان کو Disclose ان میں بھی سندھ کو 27 فیصد ملتا ہے نوٹش اس Share میں ہنگاب کو 75 فیصد ملتا ہے فرنیز کو کوئی 14 یا 13 فیصد ملتا ہے ہم کو 5 فیصد ملتا ہے جبکہ سب سے بڑا رقبہ 43 فیصد اس ملک کا ہم حصہ دار ہے ہمارا رقبہ بڑا ہے شاید صوبے کے لوگ ہم کو اجازت دیں ہم نے کہا کچھ حصہ اس کا بھی مستثنیں کیا جائے Other than population لیکن میں نے کہا فائدہ کیا ہے سندھ کو فائدہ ہے ہنگاب کو فائدہ ہے اور طاقت بھی خدا جانے موجودہ Prevailing حالات میں پوری اتنا نوی نہ ہونے کی وجہ سے ڈنڈا ان کے ہاتھ میں ہے وہ کہتے ہیں کہ نہیں اس فارمولے سے ہم نہ ادھر ہوں گے کچھ حصہ بھی ہم رکھنے کے لئے تیار نہیں کہ بھائی ہم کوئی other the population کوئی consideration لا سکیں کیا روڑ ز بھی آپ آبادی کی بنیاد پر دے سکتے ہیں جس پر بلوچستان پاکستان کا سب سے بڑا حصہ پیش کیا ہے اس کا ہمارا ساتھ ہے کیا کریں گے بلوچستان پھر تو بلوچستان مزید پختی میں جائے گا آئین کے اس آرٹیکل کا کیا ہو گا میں نے کہا آپ اس آرٹیکل کو دیکھ لیں 73ء میں آپ نے ہدایت دی ہوئی ہے اس کو کس طرح پورا کریں گے جب مالی وسائل کی تقسیم کا یہ حال ہے تو کیا پھر کوئی اللہ تعالیٰ خود ہی آکر من وسلوئی بیسیے گا جس کو ہم کھا کر آباد ہو جائیں گے یا پھر یہی جو ملک کی قابل تقسیم آمدن ہے اسی میں سے ہم لوگوں نے ڈوپٹمنٹ کرنی ہے تو یہ بھی انہوں نے طاقت کی بنیاد پر رکھا ہے جس کی جتنی بھی طاقت ہو آپ کو 5 فیصد ملے کا ابھی 5 فیصد میں جناب میں صوبے کے بحث نہیں Cater کر سکتا ہوں ابھی آنے والا بحث جو ہے اس کا اتنا بھی انک ہے کہ شاید ہم آپ کے سامنے جب پیش کریں گے تو بھی ہمارے لئے مصیبت ہوگی آج ہم اس سوچ میں ہیں کہ ہم اس بحث کو بنائیں کس طرح یہ تنخواہیں

پوری کریں۔ جو بجٹ ہم نے پہلے سال بنایا تھا وہ کام نہیں کر گیا وہ Minus میں چلا گیا کیونکہ جو figures Target تھے کمینڈ Scores reduction بھل کر لیتے ہیں ملازمتیں خود ہی لوگوں کو دیتے ہیں جیسا لے اپنے بھرتی کر لیتے ہیں اس میں پھر کتنے ہیں جو آپ لوگوں کے لئے ہم procurement کر رہے ہیں اس میں ہمارے خرچے آئے ہیں کچھ خود ہی کرتے ہیں لیکن جب اخراجات آجاتے ہیں 1990ء سے 1995ء تک جو خرچے آئے ہیں وہ سب ایک دم at first ابھی انڈیکشن دیتے ہیں ایک ارب مزید کھائیں گے تو اس حالت میں آپ صوبائی خود ہماری کو Financially میں تو نہیں سمجھتا ہوں کہ اتنا فوی ہماری ہے یا نہیں قرضوں کی صورت میں بھی میں نے بیان کی این ایف سی کی بھی صورت میں نے بیان کی divisible صورت میں نے بیان کی آپ کے سامنے اس حساب میں نے فیڈرل فنڈری کاؤنٹرپورٹ پروگرام میں نے بیان کیا کارپوریشن کے بارے میں میں نے بیان کیا کارپوریشن کے بارے میں مزید تھوڑی ڈیتیں میں جاؤں گا کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ مالی مداخلت سے موجودہ پورٹ فولیو کے حساب سے بھی ایک اسیلی کے سامنے یا عوام کے سامنے کیوں کہ اسیلی کے سامنے تمدُّع عوام کے سامنے جائے گی ایک وضاحت بھی آئی چاہئے ہماری این ایف سی ایوارڈ جب میں نے 15 تاریخ یا 14 تاریخ کو یا ہم لوگوں نے Finalize کر کے دستخط کر دیتے تھے تمام صوبوں نے سفارشات مرتب کر کے انہیں فیڈرل گورنمنٹ کے پاس بھیجا دیا تھا ابھی میں صبح سے آیا کوئی غالباً "بارہ یا تیرہ تاریک کو یا گیارہ تاریخ کو تھا exactly بھیجئے ہیں وی اے جعفری صاحب کو اس کے پورے ایک میئنے کے بعد وی اے جعفری صاحب کا بیان پڑھ رہا تھا کہ ہم کو سفارشات نہیں ملے تو اس کے بعد اس پر ذکر کریں گے پھر ابھی جب ہم گئے کوئی میئنگ تھی ہماری سالانہ منصوبہ بندی کمیٹی کی وجہ میں بجٹ ہم نے Disuccess کرنا تھا یہ دیکھنے میں آیا اس سے بھی یہ Black out ہو رہے ہیں این ایف سی ایوارڈ بھی نہیں کرنا چاہئے ہیں

اس کا تسلیل برقرار نہیں رکھنا چاہتے ہیں کیونکہ اس کو لوگ Face شاہد نہیں کرتے ہو  
یا اتنے ہی پولٹشکل یا اخلاقی جرأت نہ ہو تو اس کو بھی یہ پس پشت ڈال رہے ہیں اسی  
طرح فیڈرل مشربز کے پروگرام ہیں سالانہ 7.8 ارب روپے صرف پانی کے مسئلے پر یہ  
لوگ خرچ کرتے ہیں اس کو scar کا نام دیتے ہیں یعنی کہ جو ایریا پانی میں lagu  
water ہو جاتے ہیں تو اس کو واپس ری کلیم کرنے کے 7 سے 8 ارب روپے فیڈرل  
گورنمنٹ کے بجٹ سے خرچ کئے جاتے ہیں اس میں ہمارا نصیر آباد کا ایریا ہے اس کو  
کچھ نہیں ملا ہے یہاں پانی کا مسئلہ ہے کہتے ہیں کہ یہاں ہمارا پانی نیچے جا رہا ہے آپ کے  
ساتھ Resources پانی کا مسئلہ ہے آپ کا پانی اوپر آ رہا ہے وہ lets destroy کر رہا  
ہے ہمارا پانی جو ہے وہ سالانہ 3.4 فٹ کے حساب سے نیچے جا رہا ہے بست سے ایسے ہیں  
جو آئندہ سالوں میں ڈرائی اپ ہو جائیں گے جو آباد لوگ ہیں خاص کر جو کوئی کا  
دارخلافہ ہے اس کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ ایک decade کے بعد یہ شاہد یہاں پر  
اگر کوئی بندوبست نہیں کیا گیا تو یہ بھی آپ کا صحرابن جائے گا یا ریگستان بن جائے گا  
کیونکہ یہاں پانی deplete ہو جائے گا تو ہم نے ہر فرم پر یہ مسئلہ اٹھایا ہے جب وزیر  
اعظم یا صدر یہاں آتا ہے یا ہم وہاں میٹنگ میں بجٹ کی میٹنگز میں decisun کی میٹنگ  
میں propaty کی جو قیکس کرتے ہیں پورے ملک کی ضروریات کا اس کے میٹنگز میں کہ  
بھائی 8 روپیہ آپ خرچ کر رہے ہیں ہم کہتے ہیں ہمارے لئے ذیم بنا کر دے وہ ہماری  
ری چارچار کا مسئلہ حل کر دو ہماری ضرورتوں کو آپ لوگ بھی تسلیم کرتے ہیں آپ کے  
سامنے صدر صاحب نے اس مسئلے کو کہا کہ بلچتران کا سب سے اہم مسئلہ یہ ہے  
زچارنگ آف گراؤنڈ و اثر جو آباد wells ہیں وہ بھی ڈرائی اپ ہو رہے ہیں ہم جب  
ہات کرتے ہیں تو بولتے ہیں کہ یہ تو صوبائی مسئلہ ہے میں نے کہا اچھا مسئلہ ہے پانی کا  
مسئلہ ہے جو نیچے جا رہا ہے وہ صوبائی مسئلہ ہے جو اوپر آ رہا ہے وہ صوبائی مسئلہ ہے جو  
اوپر آ رہا ہے وہ فیڈرل ہے ادھر فیڈرل گورنمنٹ خرچ کرتی ہے اس لحاظ سے بھی ہم کو

اسکارپ میں بھی ایک روپیہ نہیں ملتا ہے job opportunity ہے ہم ایڈھیاں رکھتے رکھتے تحکم کئے ہیں لوگ بے روزگار ہیں صوبے کے اتنے وسائل نہیں کہ کسی کو ہم کوئی جو تعلیم یافت پسلے تو ہماری تعلیم ریشو بست کم ہے اس ریشو کے اندر رہتے ہوئے جو جا ب ہم لوگ provide کرتے تھے صوبے کے وسائل آپ کو معلوم ہیں جبکہ آپ کے سامنے پیش ہوتا ہے اس میں ہمارے ساتھ اتنی بھی محاجاش نہیں کہ موجودہ جو ملازم ہیں ان کو تنخوا ہیں ادا فس دے دیں تو آئے والوں کے لئے ہمارے پاس کوئی محاجاش نہیں ہے فینڈرل گورنمنٹ میں جو ہمارا Expected share ہے اس پر آج تک ہمارے ساتھ کسی نے بات نہیں کی کارپوریشن ہے جس کو ہمارے پیسوں سے تنخوا ہیں دی جا رہی نہیں تھی کہ زیادتی یہ ہے ابھی میں گیس کا ذکر کر رہا تھا کہ سوئی سدرن ہے اور لگ بھگ تقریباً "اتھے ہی ڈاکٹر مالک صاحب کو معلوم ہو گا کیونکہ یہ میرے ساتھ این ایف سی میں شامل تھے جو لکوڑ ہیں ان کے تھے انہوں نے اس میں بھی ہمارے لوگوں کو نظر انداز کیا تنخواہ میری جیب سے جارہا ہے Employe بھی اپنا آدمی اس میں رکھا ہے روزگار کی حالت ہی کیا ہے اس سے فوراً "آپ سروز لے سکتے ہیں کہ کتنے سفر ہیں ایک کچھ کی صاحب ہے میرے خیال میں اتنا ہمارا حق ہتا ہے کوئی ایک آدمی بھی ہمارا نہیں ہے کیا پورے صوبے میں اتنا قابل آدمی نہیں ہے وہ بھی میں کہتا ہوں کہ وہ اس کرے کے برابر اس اسمبلی ہال کے برابر ملک ہے جس میں بھارا کارپوریشن ہے یا کسی بھی کارپوریشن کا سربراہ دیکھ لیں اس کے بعد اس کے مزدور ہیں بیشل ہائی ویز دیکھ لیں ٹیلی فون دیکھ لیں یعنی کہ سینکڑوں کارپوریشنز ہیں اس میں ہمارا ایک بھی سربراہ نہیں ہے نہ ایک بھی ان کے جو مزدور ہیں ان لائن جو آتے ہیں کسی طور پر پھر ہم لوگوں میں سے کون اس کو ڈیپاٹی کرے گا فینڈرل سینکڑز میں آپ دیکھ لیں گریجو 21 کے لوگ ہمارے ساتھ موجود ہیں ہم جب بحث دیتے ہیں کہ یہ گریجو کس کے لئے ہے ایڈیشنل یا اپنی سیکریٹری بنائے گئے لیکن جوان کے منظور نظر ہوتے ہیں جن کی

کوئی Say ہوتی ہے اس ملک کی پالیکس میں وہاں کے گرینڈ 21 کے بھی انچارج نہادیتے ہیں پورے مشریز کی اس وجہ سے ہمارے آدمیوں کو ہم کہتے ہیں ہمارے ملازمتوں کو ہم کہتے ہیں کہ بھائی خدا کے لئے آپ جاتے ہیں اسلام آباد میں وہاں ہمارے Rights کو آپ پروٹھمکٹ کریں ہم کو Inform کریں کہ ہمارے ساتھ موقع کے اوپر تاکہ ہم اس Politically ہمیں تذارک کر سکیں وہ کہتے ہیں ہم کو ادھر بھجو کر کونے میں بیٹھا دیا جاتا ہے نہ کوئی اختیار دیا جاتا ہے ہمارے گرینڈ کے لوگ اس وقت آپ کے صوبے میں تین چار آدمی دیے ہیں جو گرینڈ 21 کے تھے ان میں سے کوئی کارپوریشن کا انچارج لگ سکتا ہے آپ کے پیشل ہائی وے کا بوس وقت چیزیں ہے وہ گرینڈ 21 کا ہے اس طرح دوسرے کارپوریشن کے جو ہیں وہ گرینڈ 21 سے آتے ہیں۔

اس حالت میں کون وہاں جانے کی خواہش رکھے گا۔ جناب یہی میری گزارشات تھیں آپ کے سامنے اس ہاؤس سامنے بھیشت وزیر خزانہ بھی میری ایک ذمہ داری تھی جو میں نے محسوس کیا ہے اس ملک میں ہو رہا ہے وہ پیلک کے سامنے اور اس ہاؤس کے سامنے لاول۔ اور اس قرارداد کے حوالے سے بھی یہ سب کچھ ہم دیکھ بھی رہے ہیں۔ اس کے بعد ہم کو کتنا اختیار ہے کس کے پاس ہم جائیں اور کونی اتنا نی اُن کے پاس ہے۔ جو اس کا تذارک کر سکے۔ میں یہ سمجھتا ہوں اور یہ گارنٹی ہے یہ فور آف دی ہاؤس میں کتنا ہوں کہ جو باشیں میں نے پیش کیں اور جو فیکٹریوں نے پیش کئے وہ میں ہر جگہ ڈاکومینٹ کے ساتھ پروف کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اگر انہوں نے اس کو غلط قرار دیا کہ آپ نے جو باشیں کی ہیں اس میں کوئی بات آپ نے اپنی طرف سے جوڑی ہے یا کوئی زیادتی کی ہے یا ایک مطالبه یا ایک سیاہی Stunt بنا یا ہے۔ تو میں بطور ممبر اسے بھیجنے کے لئے تیار ہوں۔ اگر وہ باشیں صحیح ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک میں کوئی ایسا فرم بھی ہونا چاہئے۔ کوئی ایسی اتنا نی بھی ہونی چاہئے۔ اتنی زیادتیاں ہونے کے بعد کسی کو سننے کے لئے تیار بھی ہونا چاہئے۔ بہت شکریہ۔

**جناب اپنیکر : عبد القمار و دا ان صاحب۔**

**عبد القمار و دا ان (وزیر) :** جناب اپنیکر معزز ارائیں اسمبلی آج جس تحریک پر بحث ہو رہی ہے۔ میں سب سے پہلے قائد حزب اختلاف سردار اختر مینگل صاحب اور وزیر اعلیٰ صاحب کو اس حاس اور ایک نازک مسئلہ پر جو اسمبلی میں اس فورم پر دونوں نے حمایت کی ہم ان کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ جناب اپنیکر ہمارے ہمرا صاحب نے اور خاص کر جعفر مندو خیل صاحب نے صوبائی انتخابی میں اور جو مالی تقسیمات ہیں اور اس کے علاوہ جو ہماری مخالفات ہیں اس پر وہ تفصیل سے بولے ایک بات جو میں اس پر بولنا چاہوں گا جیسے میں بہت ضروری سمجھتا ہوں۔ جو اہم بھی ہے وہ ہے اس ملک میں ایک خاص قسم کی۔ جب سے یہ ملک بنتا ہے اس وقت سے آج تک لئے اس ملک کا ادارہ ایک خاص قسم کے لوگ اس ملک کی بہادی کی خاطر بہادی کے لئے اور اس ملک کو توزنے کے لئے اور اس ملک کو تباہ کرنے کے لئے سازش کر رہے ہیں ہمارے پختون خواہ ملی عوای پارٹی کی تاریخ رہی ہے ہم نے آج تک کسی ظالم کے سامنے سر نہیں جھکایا ہے۔ جو حق کی بات ہے اور جو حق ہے وہ ہم نے اسی میں عوام میں لوگوں میں کی ہے کہ یہ ملکے ہمارے ملک کو درپیش ہیں اس ملک میں جو بھی مصیبت آئی ہے اسے ہم نے عوام میں اور اسمبلیوں میں اگر اسمبلی میں ہمارے ہمرا رہے ہیں اس وقت سے آج تک ہم یہی کہتے آ رہے ہیں لیکن اس ملک میں وہ چیزیں نہیں چھوڑتے ہیں وہ صاف باتیں اس ملک میں نہیں چھوڑتے ہیں جو اس ملک میں استحکام کے لئے ہیں اس ملک کو صحیح اور مستحکم رکھنے کے لئے ہیں اس آواز کو آج تک اس ملک میں دہایا ہے مارا اور نیا گیا ہے اور ہمارا تک کہ جو بھی آدمی وہ آواز لگائے اسے قتل کیا جاتا ہے۔ دنیا بھر میں ایک طبقاتی جنگ ہے اسلام میں بھی ہے حق اور باطل کی جنگ اس طرح سچائی اور جھوٹ کی جنگ اس میں تو ہمارا ایمان صاف ہے کہ جو ہم کہتے ہیں کہ حق کے لئے حق کے لئے اس ملک کی فلاج بہود کے لئے ہم نے کسی ہے اس پر ہمیں

جو سزا اس ملک کی ایجنسیوں نے دی ہے اور دے رہی ہیں اس کا سلسلہ آج سزا کے لئے ہم آج بھی تیار ہیں ایک سازش کے تحت اس ملک میں غیر انتظامی حالت پیدا کرنا۔ قوموں کو آپس میں لڑانا۔ مختلف مذہبی فرقہ و ارتیت پیدا کرانا۔ اور اوہری ماں پر ایسے سائل اور ناقص اندر وہی پالیسیاں بنانا۔ کہ اس میں قوموں کے حقوق اور قوموں کے حق صوبوں کی برابری قوموں کی برابری سے انکار کرنا یہ اس ملک میں خاص قسم کی سازش ہو رہی ہے جو اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ پاکستان کے بعد ہم دو حصوں میں تقسیم ہو گئے کوئی بھی تاریخ داں جن کی اس پر کتابیں ہیں۔ آج بھی اس ملک میں سب کچھ ہے۔ لوگ پڑھ سکتے ہیں کہ مشرق پاکستان کس لئے بنا اور کس وجہات پر پاکستان دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ لوگوں کی اکثریت اور عوام کا جموروی حق عوام کے حقوق سے انکار کرے گی یہاں پر اس ملک میں کمی ہار لوگوں نے ایک خاص ایجنسی نے بغاوت کی ہے۔ اس ملک میں تین چار ہمارا شل لاء لگا ہے آئین معمل کر دیا گیا۔ لیکن آج تک جیسا کہ ہم بھی جموروی لوگ ہیں۔ آج بھی جموروی پارٹیاں اس ملک میں اس صوبوں میں اقتدار میں ہیں۔ آج بھی ہمیں وہ اختیارات حاصل نہیں ہیں جس سے ہم کچھ کر سکیں۔ جس سے ہم کسی سے کچھ بول سکیں یا ہم کسی سے مانگے سکیں۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمیں حقوق نہیں مل رہے ہیں۔ کون دیتا ہے۔ کون ہے وہ حقوق لینے والا کون ہے یہ تقسیم کرنے والا کون ہے یہ اس ملک میں وہ اسٹبلشمنٹ وہ ادارے وہ ایجنسیاں چیکے ہاتھ پھیر کر ایک جموروی گورنمنٹ کو بھی وہ اختیارات نہیں دے رہی ہیں آج بھی اس ملک میں ہٹلر پارٹی ہے یہ جموروی پارٹی ہے اس ملک میں مارا شل لاء کے خلاف بہت زیادہ اگر لڑائی لڑی ہے تو ہٹلر پارٹی نے یہ جنگ لڑی ہے۔ اگر شہید ہوئے اور زیادہ جدوجہد کی ہے تو اسی ہٹلر پارٹی نے کی ہے وہ جو مارا شل لاء کے خلاف بولتے تھے یا وہ وعدے جو خود انہوں نے عوام کے خلاف کئے وہ آج نہیں کر سکتے ہیں کونا ہاتھ ہے۔ آج تو عوام کا مینڈیٹ ہے لیکن اس ملک میں ان ساری چیزوں کو افضل رکھ کر ایک

خاص قسم کے ادارے اس ملک کو چلا رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے ہماری اندر وونی اور خارجہ پالیسی ساری ناقص ہے۔ جب تک اس ملک میں جو چار قومیں ہیں۔ یہ ملک کسی کی جاگیر نہیں ہے۔ یہ چار قوموں کا ہے۔ پہنچون ہے بلوج ہے سندھی ہے پنجابی سے ہر عام جنگ میں ان قوموں کو برابر رکھیں۔ خارجہ پالیسی میں کسی سے نہیں پوچھا جاتا ہے۔ افغانستان میں سترہ سال سے مداخلت جاری ہے۔ ایک اعداد و شمار کے مطابق پندرہ میں ہزار Terrorist کو اس ملک کے خلاف تربیت دی گئی۔ لیکن آج ہم روتے ہیں ہمارا شیوه رہا ہے کہ ہم ہر وقت زمین بیچتے ہیں لوگ لیتے ہیں۔ کثیر ہم سے چلا گیا بنگال لوگ ہم سے لے گئے۔ کثیر بھی اسی طرح کوں گا۔ افغانستان کے بھی اسی طرح کے حالات ہیں۔ ہر جگہ بے جا مداخلت۔ جس کا کوئی پتہ بھی نہیں ہے۔ ہر ملک کی ایک خارجہ پالیسی بنتی ہے مگر ہمارے ملک میں خواہ مخواہ خارجہ پالیسی ایسی بنائی جاتی ہے کہ ہم جو آج پانچ ارب پر یا چار ارب روپے پر لوتے ہیں ہم جھوٹی پھیلا کر وہاں مرکز میں جاتے ہیں کہ ہمیں دو ارب روپے دے دیں یا تین ارب دے دیں وہ ہمیں نہیں ملتا ہے۔ اس ملک کے وقایع پر 115 ارب روپے خرچ ہوتے ہیں۔ نجیک ہے۔

ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اس ملک کا وقایع کریں۔ یہ ہماری فوج کی صرف ذمہ داری نہیں ہے ہمارے سارے عوام کا فرض ہے۔ لیکن جہاں ہم پالیسی بناتے ہیں وہاں کسی قوم سے کسی آدمی سے پوچھے بغیر ہم پالیسی بناتے ہیں ایک خاص اشیبلاہی منت ایک خاص ادارہ اس کو بیٹھ کر بناتا ہے۔ اس نے افغانستان میں 17 سالوں سے مداخلت کی اس سے ہمیں کیا ملا ہے وہی ربانی وہی لوگ جن کے ساتھ ہم نے اچھائی کا برناڈ کیا وہی لوگ ہمارے ساتھ نہیں چل رہے ہیں۔ جس پر ہمیں نازقا جنہیں ہم میڈل دے رہے تھے۔ لیکن یہ دیکھیں کہ ملٹل بات غلط چیز ہے۔ جب آپ کسی کو دھوکہ دے رہے ہیں تو اس کو پانچ سال بعد دس سال بعد اس کو پہ چلتا ہے کہ اس نے ہمیں دھوکہ دیا ہے۔ یہ یا صور تھاں ہے اور ہم یہی کرتے رہے۔ اس سے ہمیں سبق مل رہا

ہے لیکن ہم میں سے کوئی نہیں ہے کہ اس ادارے پر ہاتھ رکھ کر کے کہ بھائی یہ غلطی کب تک؟ پچاس سال ٹھنڈی کر کے ہمارے ساتھ کیا رہ گیا ہے؟ ابھی ہمارے ساتھ تنخواہوں کے پیسے نہیں ابھی ہمارے ساتھ ڈولپمنٹ کے پیسے نہیں ہیں۔ جو بھی ادارے ہمیں پیسے دیتے ہیں آئی ایف یا ورلڈ بینک ہے ہمیں لوں دے رہے ہیں وہ اپنی مرضی سے ہر چیز پر تجسس لگا کر یہ فلاں فلاں آدمی ہمارا لگانا ہے۔ اور فلاں فلاں کی پوسٹنگ آپ نے کرنی ہے۔ اس سے اتنی گاڑیاں لینی ہے یہ رقم دفتر کی ہے۔ اتنا دفتر کا آج ہمارے مختلف بھکھے جات ہیں۔ جماں مختلف سکریٹ کے لئے ہم نے لوں لیا ہے اس میں لوں دیتے ہیں اور گرانٹ لے لیتے ہیں یہ گرانٹ لوں ہمارے صوبے کے لئے ہے اور ہمارے صوبے کو ایک پیسہ کا بھی فائدہ نہیں پہنچاتے ہیں۔ غالباً ان کی گاڑیوں کی، ان کی تنخواہوں، ان کی رہائش کے لئے یہ رقم ہے جو لوں ہمیں دیتے ہیں وہ بھی اس شرط پر دیتے ہیں جس سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے اور جو پیسے ہمیں دیتے ہیں وہ اس کا ایسا نظام بنانا کر دیتے ہیں اور اس ملک میں کوشش اس اسٹیچ پر ہے۔ اس کی ساری دنیا میں چوتھی یا تیسری پوزیشن ہے۔ کوئی ایک روپے کا بھی تنخیل نہیں ہے۔ ہم گورنمنٹ میں ہیں ملازم ہیں پاکستانی ہیں جو بھی آدمی ملازمت کرنے جاتا ہے تو پہلے اس شرط پر کہ یہاں پر کتنے پیسے ملتے ہیں یعنی اتنی کوشش ہے۔ تو اس ملک میں خواہ خواہ کشیر کا مسئلہ انہیا کے ساتھ ہمارے اختلافات فوج کو بڑھانا اس پر پیسے زیادہ خرچ کرتا۔ افغانستان میں خواہ خواہ مداخلت یعنی ہر روز اخبار والے کہتے ہیں کہ آپ تو خواہ خواہ لڑائی لڑ رہے ہیں۔ ہم تو اس پر خوبی کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ آج کسی کو سمجھ نہیں ہے تو دس سال بعد سمجھ آئے گی۔ کہ بھائی اس ملک میں کوئی بولڈ اسٹیٹ یونا ہو گا یہ جو روز روز ملک میں کہ فلاں پارٹی قوی ہے اور صرف ایک بیان ہی دیتا ہے کہ عوام سارے پاکستان میں یہ ہوا ہے کہ اس کی بات نہیں مانتا ہے۔

کیونکہ یہ پاکستان کا خالف رہا ہے۔ یہ پاکستان کے توزنے والے ہیں۔ اس ملک کو

بنانے میں انگریز سے آزادی حاصل کرنے میں سب سے بڑی قربانی ہم لوگوں نے دی ہے پتوں لوگوں نے دی ہے۔ انڈیا اور جب پاکستان بن رہا تھا آپ کسی مورخ کسی بھی کتاب میں بھی یہ پڑھ لیں اس میلٹ میں تو اس قوم کا ذکر ہے۔ اور سب سے بڑھ کر ہے۔ جب پاکستان بن رہا تھا اس وقت ایک لاکھ چھیس ہزار کے لگ بھگ قیدی تھے۔ اس میں چھیس ہزار صرف پہنچا تھے۔ انگریز کے خلاف یہاں پر ہو لوگ اس ملک کو بنانے کے لئے قبضہ کرنے کے لئے قوموں کو قبضہ کرنے کے لئے صرف پہنچا تھے لئے نہیں ہم اس ملک میں دنیا میں ہر انسان کی قدر کرتے ہیں ہر قوم کی قدر کرتے ہیں۔ ہر زبان کی قدر کرتے ہیں اور ہر مظلوم کی قدر کرتے ہیں۔ اور کبھی یہ نہیں کہا کہ ہماری مظلوم قوم کو یہ حق حاصل ہے اور دوسرے کو نہیں بلکہ یہاں پاکستان میں انگریز کے خلاف جدوجہد ہم نے کیا اگر آپ اس بلوچستان میں دیکھیں۔ صوبتیں برداشت کیں ہیں تو ہم نے کی ہے۔ پاکستان بننے کے بعد حق کی کاطراں صوبے میں کسی نے لڑائی کی ہے ضیاء الحق کا موجہ مارشل لاء تھا۔ اگر کسی نے اس مارشل لاء دور میں قربانی دی ہے شہادت دی ہے تو ہم نے دی ہے۔ جس کی سریشیکیت کی ہمیں ضرورت نہیں ہے۔ کسی آدمی کی سریشیکیت کی ضرورت نہیں ہے کسی ایجنسی کے سریشیکیت کی ہمیں ضرورت نہیں ہے۔ کہ وہ ہمیں پاکستان کے بنانے والے ہیں اور وہ پاکستان کے توڑنے والے ہیں ہمیں تو اس چیز پر خیر ہے اور انگریز جب یہاں پر تھا تو ہم نے قربانی دی ہے۔

**میر محمد صادق عمرانی :** پرانٹ آف آرڈر جناب اسپیکر جناب آپ ایک نام تھیں کریں جس پر سب بول سکیں۔ گزشتہ دو دن سے یہ بحث جاری ہے نام سب کے لئے مقرر کر لیں تو سب بول سکیں۔

(اس مرحلہ پر ڈپٹی اسپیکر کسی صدارت پر متمن کیا ہوئے)

**جناب ڈپٹی اسپیکر :** جناب صادق صاحب کتنے لوگ بولنے والے ہیں۔ میر ظہور حسین خان کھوسہ کا بھی نام آیا ہے۔ کل Extend کر دیتے ہیں۔

**سردار شاء اللہ زہری (وزیر) :** جناب اگر مولانا باری بولے گا تو میں بھی ضرور بولوں گا۔

**عبد القہار ودان (وزیر) :** جناب اسیکر میں آپ سے گزارش کرتا ہوں۔ کہ جو بھی جتنا نام لے لیں اسے دے دیں۔ یہ ایک مسئلہ ہے اور یہ گزشتہ پانچ چھ سال سے اتنا اہم مسئلہ نہیں آیا ہے۔ یہ عوام کا مسئلہ ہے۔ اس کے لئے تو میں نے کام تھا کہ ہم حزب اختلاف کو خراج عجیب پیش کرتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ کو کہ یہ پیش کیا ہے اور س کو بولنے کی اجازت دی ہے۔ یہ بہت حساس اور اہم مسئلہ ہے جو بھی جتنا چاہے بول سکے اچھا ہے۔ تو جناب اسیکر یہاں پر ہر وقت ہر آدمی نیکیں دینا ہے۔ ہم کھانے پینے کے لئے جو بھی چیز لیتے ہیں اس سے آدمی سے زیادہ ہم نیکیں دیتے ہیں اگر ہم دال کھاتے ہیں نیکیں دیتے ہیں اگر دال۔ آلو، گوشت جو بھی چیز کھاتے ہیں۔ پینا ہے پانی تو اس کا بھی اس ملک کو نیکیں دینا ہے۔ اور اس نیکیں کی بنیاد پر اس ملک میں ڈولپٹن ہوتی ہے۔ اور اس ملک میں تنخواہ ملتی ہے۔ اس ملک میں روزگار ملتا ہے جس میں ہر غریب کا نیکیں ہے جس میں وہ ہر آدمی کھانے پینے والا آدمی ہے اس کا اس میں نیکیں ہے۔ چاہے وہ فقیر ہے چاہے جتنے بھی آدمی ہیں اس کا اس ملک میں نیکیں ہے تو ہمارے نیکیں پر ہمارے اس نیکیں سے فوج رکھا گیا ہے ہم نے یوروکرنسی رکھا ہے ہم نے جتنے بھی ادارے ہم نے رکھ ہوئے ہیں لیکن ان سے ہماری یہ توقع نہیں ہے کہ وہ اپنے عوام کے نیکیں سے پانے والا وہی عوام پر ظلم کریں۔ آج اس ملک میں فوج جس وقت جماں چاہے فوج کشی کر لیتی ہے۔ اور عوام کے آئینی حقوق فلاں حقوق جس طرح چاہے۔ اور اس ملک میں فوج نے چار دفعہ کربٹ کر دیا ہے ایک فوجی کی جو اس کی ذمہ داری تھی کام تھا ابھی فوج کا کام ہے ڈنڈا مارے فوج کو یہ کہیں کہ ہماری انڈیا کے ساتھ لڑ آئی ہے فلاں کے ساتھ ہے تو آپ سورچہ سنبھالیں۔ یہ ان کو آتا ہے یہ ان کو نہیں آتا ہے کہ وہ سیاست کریں وہ نہیں ان کا کام کہ ملک کو کس طرح چلا کیں فوج ہے

بس فوج اپنے چیز کو زیادہ جانتے ہیں اور ایسے بھی ہونا چاہئے اس طرح سے لیکن اس ملک میں بے جا مداخلت اس ملک میں مارشل لاءِ گانا اور ساتھ ساتھ ہم یہ واضح طور پر کہنا چاہئے ہیں کہ آج اس صوبے میں جو اس چھاؤنی میں حالات ہیں کسی ملک میں نہیں۔ انہوں نے ایسی پابندی لگائی ہے کہ کوئی شخص بھی چھاؤنی نہیں جاسکتا ہے۔ بھائی وہ عوام سے کیسے اور پر ہو گئے۔ عوام کے نیک سے انہوں نے یہ چھاؤنی بنایا ہے یہ گاڑی لی ہے۔ پھر وہ معتبر کیسے ہو گئے ہیں۔

اس طرف جو بھی وزارت کی گاڑی جاتی ہے عوام کی جاتی ہے تو نہیں چھوڑتے اس طرف ابھی کوئی جاتا بھی نہیں حکومت کی وہاں پر اسکیمیں ہیں وہ نہیں چھوڑتے ہیں اس روڈ کو بلاک کیا ہوا ہے اور ساتھ ہی سرہ غزوی کے لوگوں کی زینیں ہیں گورنمنٹ کی اسکیمیں ہیں یہ وہاں پر نہیں چھوڑتے ہیں۔ اگر یہ کوئی کہے آپ کیوں کرتے ہیں کہتے ہیں کہ آپ ملک کے خلاف ہو گئے ہیں آپ فلاں ہو گئے ہیں ذی سی نے بھی ان کو لکھ کر دیا ہے کہ آپ یہ کس قانون کے تحت کر رہے ہیں۔ یہ ملک کون سے قانون کے تحت چلانا چاہئے کوئی بڑوں کے لئے قانون نہیں ہے۔ چھوٹوں کے لئے قانون ہے وہاں پر ذی سی نے لکھ کر دیا ہے کہ آپ نے یہ کس قانون کے تحت پوشیں لگائی ہیں انہوں نے چیف سیکریٹری کو لکھا کہ آپ کے ذی سی نے اتنے بے ہودہ الفاظ استعمال کر کے اچھا نہیں کیا ہے کس بندی پر کوئی یہاں پر باہر کے لوگ آئے ہیں یہاں پر قبضہ کرنا چاہئے ہیں۔ ہماری فوج ہمارے خلاف ہے تو یہ چیزیں ہیں جناب اسپیکر ہم سمجھتے ہیں کہ قوموں کی برابری کی بندی پر ہو۔ تو میں برابر ہیں ہر دنیا کی ہر چیز میں برابر ہے تو یہاں خارجہ پالیسی میں ان دورانی پالیسی میں ہر چیز میں برابر کا حصہ ہونا چاہئے۔ صوبوں کی از سرنو تکمیل اور خارجہ پالیسی.....

**جناب ڈی پی اسپیکر :** الفاظ بد معاشی غیر پارلیمانی لفظ ہے اس کو کارروائی میں اور اخبارات میں نہ چھاپا جائے۔

**میر محمد صادق عمرانی :** جناب انہوں نے فوج کے خلاف جو نازیبا الفاظ استعمال کئے ہیں ان کو یہ واپس لینے چاہئیں کیونکہ وہ تو ملک کے محافظ ہیں۔

**عبدالقہار ودان (وزیر) :** نحیک ہے صادق صاحب ہمارے ہاتھ میں ہم تنخواہ دے رہے ہیں یہ اسلامی دے رہی ہے۔ اس اسلامی سے بڑھ کر کوئی فتنی بُدا نہیں ہے۔ یہ ہمیں غلط تاثر دے رہے ہیں ہم کہتے ہیں کہ یہی ایجنسیاں اور یہ ساری کارروائیاں کر رہی ہیں۔ یہ غلط ہے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر :** صادق صاحب آپ تشریف رکھیں جو جو غیر پارلیمنٹی الفاظ تھے حذف کر دیئے گئے۔

**عبدالقہار ودان (وزیر) :** یہی چیز اس اسلامی سے اس فورم سے اور قوی اسلامی سے کوئی بھی اس پاکستان میں بُدا نہیں ہے۔ آئین کے تحت اس فورم سے کوئی بُدا نہیں ہے۔ وہ ملازم ہے اس کو جس وقت بھی بلاۓ وہ آئے گا۔ آئین کے تحت جب وہ زور آور ہیں ہم کچھ نہیں کر سکتے ہیں جو ظلم کرنا ہے وہ ہم پر کر رہے ہیں نحیک ہے جو ہماری سیاست ہے اس میں تو ہم جھکیں گے نہیں۔ باقی تو ہمارے ساتھیوں نے سروسر اور ہمارے صوبے کے بارے میں جو کہا ہے وہ کہتے ہیں ایک تو اور پر سے کسی کو حق نہیں ملتا ہے پھر جو یہاں ملک میں ہے نہ تو ہمیں سروسر میں نہ ڈولپمنٹ میں نہ سر چارج میں نہ فلاں میں جو ہمارے اپنے رسیوسز ہیں اس میں آج تک نہ کوئی پیے دیتے ہیں نہ کوئی وہ کرتی ہیں۔ ہمارے ایک وزیر صاحب نے واضح الفاظ میں کہا ہے کہ بھائی ہمیں انکار کرتے ہیں اس فورم میں جب صدر اور وزیر اعظم کشمکش کرتے ہیں وہ بھی نہیں مانتے ہیں۔ آخر وہ کونسے لازمی ادارے کو وہ مانتے ہیں۔ کدھر ہم کس کو فریاد کریں تو اس فریاد کو ہم سمیٹ کر کے تھوڑا کر کے کہیں گے کہ ہم بیٹھ جائیں تاکہ اس پر کوئی لائحہ عمل سوچا جائے۔ شکریہ

**جناب ڈپٹی اسپیکر :** جناب میر ظہور حسین خان کھوسہ صاحب۔

**میر ظہور حسین خان کھوسہ :** جناب اپنے کی مدد سے ان  
لکھے ہوئے چند پوائنٹس کی مدد سے تقریر کرنا چاہتا ہوں۔ سردار اختر جان کی تحریک  
اکتوبر جو صوبے کی خود بخاری کے متعلق ہے۔ جناب اپنے بلوچستان پاکستان کی اس چار  
کلکٹیوں میں سے نہ صرف ایک اکائی ہے۔ اور پاکستان کے کل رقبہ کا ۴۴ فیصد ہے اگر  
بخاری کے لحاظ سے ملک کا بڑا صوبہ ہے۔ تو زمینی علاقے اور زرعی اعتبار سے  
بلوچستان سب میں وسیع و عریض ہے اس لمحہ بلوچستان قدرتی وسائل سے ملا مال  
ہے۔ مگر وفاق کے اندر بلوچستان کو ایک چھوٹے سے صوبے سے بھی کمتر درجہ حاصل  
ہے۔ گوپا وسائل اور اختیارات کے ضمن میں بلوچستان کی اہمیت ایک کارپویشن سے  
زیادہ نہیں ہے۔

حالانکہ آئین کی رو سے چاروں صوبوں کی حیثیت برابر تسلیم کی جاتی ہے۔ مگر اس  
کے بر عکس وفاق کے اندر بلوچستان کو اہم معاملات میں اعتماد میں نہیں لیا جاتا ہے۔  
جناب اپنے صاحب بلوچستان کی سرحدیں بہت بڑی اور بی بی ہیں۔ ایک طرف افغانستان  
سے ملتی ہیں دوسری طرف ایران سے ملتی ہیں۔ اور تیسرا طرف ایک ہزار کلومیٹر سے  
زیادہ لمبا ساحل سمندر ہے۔ اور پھر اس کے ساتھ ساتھ ملک کے اندر صوبہ سندھ سے  
صوبہ پنجاب سے بھی سرحدیں ملتی ہیں۔ اور بلوچستان قدرتی لحاظ سے ملا مال ہے  
بلوچستان کی گیس کا 60 فیصد سارے ملک کو اس کے ایک ضلع سے ملتی ہے۔ کونہ سنگ  
حرمر اور دوسری معدنیات بھی بڑا وسیلہ ہے بلوچستان کا اور پاکستان کا۔ ملک کی  
برآمدات میں پھولی کی برآمد کا بلوچستان ہی سب سے بڑا وسیلہ ہے۔ زراعت چاول  
، گندم، چننا، سیب، کبھر، انار وغیرہ سب سے زیادہ پیداوار والا صوبہ ہے مگر  
افسوں ہے کہ اس قدر محاذی جغرافیائی سیاسی بین الاقوامی اہمیت کا حامل ہونے کے  
باوجود بلوچستان کو وفاق کے اندر بچا سال گزرنے کے بعد بھی حق نہیں مل سکا ہے۔  
جناب اپنے صاحب اب تتم تو یہ ہے کہ اب زمینوں کی الٹ منٹ کے اختیارات

بلدیاتی اداروں اور مالکان کی جائے مرکز کو حاصل ہو گئے حتیٰ کہ اس سلسلے میں صوبائی حکومت کے اختیارات کو سلب کر لیا گیا ہے۔ اگر صوبائی حکومت کوئی زمین سچ کو بھی الٹ کرے تو مرکز اس کو منسوخ کر سکتا ہے۔ اس بڑی زیادتی اور صوبائی خود مختاری کی پامالی کی اور کوئی مثال نہیں ہے۔ اب تو یہ بھی ڈر ہے کہ آئندہ پانی کے نکلے نکلنے کے لئے اسلام آباد میں درخواست بنایا کے دے نگہ جتاب اپنیکر اب وقت آئیا ہے کہ 1973ء کے آئین کو وقت کے حالات کے مطابق عوام کو خواہشات کے مطابق بنایا جائے اور تبدیل کیا جائے اور تو ہر حکمران نے آئین کی سیکھوں ترمیموں کے ذریعے آئین کی شکل کو بنا ڈیا ہے۔ اور صوبوں کی خود مختاری کو کم سے کم کر دیا ہے جو آئین موجود ہے اس پر بھی عمل نہیں کیا جا رہا ہے۔ جبکہ صوبہ بلوچستان کا مرکز میں ملازمتوں کا کوڈ 5.14 فیصد ہے وہ بھی ہمیں بمشکل ایک فیصد مل رہا ہے وہ بھی باہر کے ڈوی سائیل کو جو یہاں کا ڈوی سائیل بناتے ہیں کو متا ہے۔ بلکہ اب نئے آئین کی تکمیل کی ضرورت ہے جس میں آبادی کے ساتھ علاقائی زمین کے حساب سے صوبوں میں برابری کی بنیاد پر کی جائے۔ اب ضرورت ہے کہ 'قاع'، 'کرنی'، 'امور خارجہ'، 'مواصلات' کے علاوہ باقی تمام محکمہ جات صوبوں کو منتقل کئے جائیں جس سے وفاقی اکائیوں کو تقویت ملے گی اور اس سے وفاق مختتم ہو گا۔

جناب اپنیکر یاد رہے کہ (ایم۔ آر۔ ڈی) کی تحریک کے دوران بھی ہیپلز پارٹی اور اس کے اتحادیوں نے فیصلہ کیا تھا۔ کہ وفاق کے اندر چار اکائیاں ہوں گی۔ ہاتھی چھکے صوبوں کے خواں کئے جائیں گے۔ جبکہ اس وقت مرکز میں ہیپلز پارٹی کی حکومت ہے۔ تو ان کے لئے بھی مشکل نہیں ہے کہ وہ اس پر عمل درآمد نہ کر سکے۔ جناب اپنیکر جموروی وطن پارٹی عرصہ دراز سے صوبہ کی خود مختاری کے لئے جدوجہد کرتی آرہی ہے۔ اور جموروی وطن پارٹی کے سربراہ نواب محمد اکبر خان گھنی نے ہر فورم میں آواز بلند کی چاہے سینما کی شکل ہو یا اخبارات چاہے یا اسیلی کے ایوان کے ذریعے تو اس

حوالے سے مخترا" حوالہ دیتا ہوں 4 اکتوبر 1989ء میں نواب صاحب نے اس اسمبلی قلور پر قرارداد پیش کی تھی صوبائی خود مختاری کے متعلق یہاں تو اس کی تقریر کافی بھی چوڑی ہے میں صرف ان کا حوالہ دینا ہی مناسب سمجھتا ہوں اور اسی طرح 8 فروری 1990ء میں نواب صاحب نے دو مرتبہ صوبائی خود مختاری سے متعلق تحریکوں کی حمایت کی ہے۔ جمیوری و ملن پارٹی شروع ہی سے پچھلے پانچ چھ سال سے صوبائی خود مختاری کے لئے کوشش کرتی آ رہی ہے اور صوبہ تین بھی اسی سلسلے میں آج اسے درپیش ہیں۔ آج نواب صاحب ایک قسم سے پابند سلاسل ہیں۔ وہ بھی اسی کا سلسلہ ہے۔ اگر ان کے بیٹھے کو شہید کیا گیا اس کی بھی بھی وجہ تھی کہ اس نے صوبائی خود مختاری کی بات کی تھی۔ آج اگر بلوچستان کے اندر قبائلی رنجشیں پیدا کی گئی ہیں۔ قتل و غارت کے جا رہے ہیں وہ بھی بھی سلسلہ ہے تاکہ یہاں کے عوام آواز نہ اٹھاسکیں اپنے حقوق کے لئے ہر قبائل کو ایک دوسرے سے لڑایا گیا تاکہ وہ خاموش رہیں اور اوپر اپنے بات کو نہ پہنچاسکیں۔ جناب اسپیکر میں اپنی تقریر کو مختصر کروں گا اس ایوان کو معلوم ہے آئین کے دفعہ 153 اور 154 کے تحت جمیوری و ملن پارٹی کے سربراہ نواب محمد اکبر کان بھی نے مرکزی حکومت کو مجبور کیا کہ مشترکہ مفادات کے کو نسل کا اجلاس بلایا جائے حالانکہ اس سے بیشتر مشترکہ مفادات کا کو نسل کا اجلاس ذو القمار علی بھٹو مرحوم کے وقت میں تھکیل دیا گیا اس کے بعد مارشل لاء کی حکومت نے غیر قانونی طریقے سے اس کو ختم کر دیا۔ پھر 1988ء میں ہمارے صوبے کو معاشر بحران کا مسئلہ پیش آیا تو نواب صاحب نے دوبارہ اس کو اٹھایا۔ اور مرکزی حکومت کو مجبور کیا کہ مشترکہ مفادات کی کو نسل کا اجلاس بلایا جائے اس طرح پہلی دفعہ اس پر عمل در آمد ہوا۔ جناب میں یہ بھی یاد دلانا چاہتا ہوں کہ جمیوری و ملن پارٹی کے سربراہ نے سابق وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف سے بھی (سی اے بی) کے نام سے اپنے صوبے کی خود مختاری کے لئے ایک معاهده کیا جس کے تحت کچھ معمولی زیادہ تو نہیں حقوق منوائے۔ یہ دوسری بات ہے کہ ہر مرکزی

حکومت نے معاهدہ پر عمل درآمد نہیں کیا جس طرح 5.14 پرسنٹ کے حساب سے صوبہ بلوچستان کو وفاق میں ملازمتوں کا کوئہ مانا گیا لیکن اس پر عمل درآمد نہیں ہو رہا بلکہ اب تو 5.14 قو نہیں رہا۔ یہ تو 1981ء کی مردم شماری کے حساب سے تھا اب اگر مردم شماری کرائی جائے تو میرے خیال میں چند رہا یا نہیں پرسنٹ کے درمیان ہماری آبادی ہے۔ اس طرح 5.14 کے حساب سے وفاق میں سیکریٹری کا کوئہ ہونا چاہئے جبکہ مندو خیل صاحب نے بتایا تھا کہ وہاں صرف ایک سیکریٹری ہے تو ہمارا اگر وہاں ایک سیکریٹری ہو گا تو یہ کس طرح ہماری نمائندگی ہو سکے گی۔ 5.14 کے مطابق ملک کے کارپوریشنوں کے چیئرمین بلوچستان سے لئے جائیں گے ایک معاهدہ ہوا تھا لیکن کسی ایک کارپوریشن میں بھی ہمارے صوبہ بلوچستان سے کوئی چیئرمین بھی نہیں۔ حتیٰ کہ سیندھ اور پخت فیڈر میں بھی باہر کے لوگ رکھے گئے ہیں اسی طرح غیر ممالک میں 5.14 کے مطابق بلوچستان سے سفیر مقرر کئے جائیں گے۔ غالباً ”ایک ہی سفیر لیا گیا ایک چھوٹے سے ملک کے لئے ہماری پارٹی شروع سے ہی خود مختاری کے لئے کوشش رہی ہے اور بھرپور طریقے سے جدوجہد کرتی رہی ہے۔ اس کے علاوہ جعفر مندو خیل صاحب نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ پہلے سال بھی ایک بھر ان صوبہ بلوچستان میں پیش آیا تھا۔ اس سلسلے میں وہ ہمارے فیڈر نہیں دے رہے تھے۔ پھر انہوں نے حزب اختلاف کو اپنے اعتماد میں لیا اور اس سبیل سے ایک قرارداد پاس کرائی گئی اور مرکز کو مجبور کیا گیا کہ وہ بجٹ میں ہمارا حق دے۔ پھر اس کے بعد تھوڑی رقم ہمارے صوبے کو ملی تھی تین ارب یا کچھ اس طرح لیکن یہاں کسی سے آواز آئے گی چاہے اپوزیشن یا ٹریوری یعنیجز کی طرف سے ہم یہاں بلوچستان کے مقاد کے لئے ان کا ساتھ دیتے رہے ہیں لیکن افسوس کی بات ہے کہ مندو خیل صاحب نے اپنی تقریر کے دوران بہت ساری باتیں کہیں لیکن یہ بول گئے کہ وہ صوبے میں ہمارے ساتھ مساویانہ روایہ اختیار نہیں کرتے ہیں۔ آپ نے ایسی گیش اور ایک لیکھ کے لئے ایک کروڑ روپے ٹریوری یعنیجز والوں کو دیا کیا حزب اختلاف کے

رکن حلقہ انتخاب سے تعلق نہیں رکھتے ہیں کیا وہ عوامی نمائندے نہیں ان کے علاقے کے لوگوں کی ضروریات نہیں ہیں تو اس طرح بھی ناجائز صوبے کے اندر نہیں ہونا چاہئے بہر حال ہم اختر جان کی تحریک کی بھروسہ حمایت کرتے ہیں۔ جمہوری وطن پارٹی کی طرف سے۔

### جناب ڈپٹی اسپیکر : جی صادق عمرانی صاحب۔

**میر صادق عمرانی :** جناب اسپیکر گزشتہ دو دن سے یہاں ایک تحریک التواع پر بحث کی جا رہی ہے پہلی بات یہ تحریک التواع اور متحده اپوزیشن کے حوالے سے نہیں بلکہ رکن صوبائی اسمبلی اختر جان کی جانب سے تصور کی جاتی ہے۔ ہماری پارٹی اور اتحادی ہے یو آئی کا اس پر یہ موقف ہے جماں تک صوبائی خود محکمری اور صوبے کی حقوق کا تعلق ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کے اندر بیٹھے ہوئے تمام وہ قوتوں جو اپنے آپ کو جمہوریت یا قوم پرستی کے حوالے سے اپنے آپ کو چھینپن سمجھتی ہیں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس ملک کے اندر 1947ء سے لے کر آج تک اس ملک کی سالمیت اور صوبوں اور قوموں کے حقوق کے لئے جو جدوجہد پاکستان پیپلز پارٹی نے کی میں سمجھتا ہوں کسی نے بھی اس سلسلے میں کوئی اہم روول ادا نہیں کیا۔ اتنے حد تک کہ 1970ء میں اس ملک کے اندر یہاں کے عوام کو بالغ رائے دہی کی بنیاد پر ووٹ دینے کا حق حاصل نہیں تھا اور اس کے لئے بھی ہماری پارٹی نے جدوجہد کی شہید ذوالفقار علی بھٹو نے جدوجہد کی بلکہ ہماری پارٹی نے اس ملک میں جمہوریت کے لئے اور آئین کی پاسداری کے لئے اور 1973ء کے آئین کی بھروسہ جدوجہد بلکہ انہوں نے تین آمرلوں کا ووٹ کر مقابلہ کیا اس سلسلے میں ہمارا ایک وسٹاویزی ثبوت ہے آئین کے ہارے میں ہماری پارٹی کا جو میں آپ لوگوں کو پڑھ کر سناتا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے 1970ء کے عام انتخابات میں اپنے منشور میں ایک ایسے آئین کی تکمیل کا وعدہ کیا تھا جو اسلامی جمہوری پارلیمنٹی اور وفاقی طرز کا آئینہ دار ہو پیپلز پارٹی نے اپنے دور اقتدار میں اس

وعددے کی تکمیل کا اہتمام اقتدار سنجھانے کے چند ماہ کے اندر اندر 21 اپریل 1972ء کو ایک عبوری آئین ملک کو دیا۔ اور اسی دن مارشل لاء اٹھالیا حالانکہ پارٹی کو 12 اگست 1972ء تک مارشل لاء کو توسعہ دینے کا اختیار مل چکا تھا۔ 12 اپریل 1973ء کو پہلا مستقل آئین بالغ رائے حق دہی کی طرز پر منتخب کئے گئے عوام کے نمائندوں نے متفق طور پر منظور کیا اس آئین پر پاکستان کی تمام سیاسی جماعتوں نے اتفاق رائے کیا اور 12 اگست 1973ء کو اس کا فیاز عمل میں آیا۔ یہ آئین وفاقی تھا اور اس صوبوں کو پہلے سے کئی زیادہ خود مختاری دی گئی تھی۔ اس کے علاوہ یہ بھی وعدہ کیا گیا تھا کہ دس سال بعد وقت کے تقاضوں کے مطابق صوبائی خود مختاری کے مسئلے پر دوبارہ غور کر کے وسعت دی جائے گی اس کے ساتھ ساتھ یہ ایک واضح قوی طرز حکومت فراہم کرتا تھا جو موثر وفاقی اقتدار کا حامل تھا آئین کے وفاقی نویت کے پیش نظر پہلی بار ملک میں پارلیمنٹ کا قیام عمل میں لایا گیا جس میں تمام صوبوں کو مساوی نمائندگی دی گئی مزید برآل صوبوں کے مشترکہ مفادات کی پالیسیاں واضح کرنے کے لئے ایک کونسل تکمیل دی گئی جس میں وفاق اور صوبوں کو مساوی نمائندگی حاصل تھی، اس آئین کے تحت نظام حکومت پارلیمانی تھا حکومت کے تمام ارکان لاژی طور پر پارلیمنٹ کے رکن ہوتے تھے اور حکومت کو پارلیمنٹ کے سامنے جوابدہ قرار دیا تھا پاکستان میں پہلی بار ہر قسم کے استھان کے خاتمے کے لئے آئینی دفعات وضع کی گئی تھیں یہ آئین قوی اتحاد کی طرف ایک اہم پیش قدمی تھا اور اس کے ذریعے ایک قوی پذیر معاشرے کی بنیاد رکھ دی گئی تھی لیکن طالع آزماجزل ضیاء الحق نے 5 جولائی 1977ء کو اقتدار پر عاصبانہ قبضے کے بعد ملک پر فوجی آمریت مسلط کر دی 1973ء کے متفق آئین کو ختم کر دیا اور اس طرح ملک کی وحدتوں کے درمیان پیدا ہونے والی اتفاق کو نفاق اور تعصبات میں تبدیل کر کے پاکستان کی بنیادوں پر ضرب کاری لگائی جتاب اسیکر سب سے پہلے اس ملک کو ایک آئین پاکستان پہنچ پارٹی نے دیا اور آج بھی ہمیں یہ کہتے ہیں کہ ہم صوبوں کی خود مختاری

اور تمام معاملات میں صوبے خود عختار ہیں اور بلوچستان کے جو بھی ایشور ہوتے ہیں وزیر اعلیٰ صاحب یہاں پر موجود ہیں وفاقی حکومت ان کو ہمیشہ اعتماد میں لٹتی آئی ہے اور انشاء اللہ وہ اس سلسلے میں خود وضاحت کریں گے باقی جماں تک تعلق ہے کہ دس سال کے بعد اس آئین کو دوست دی جائے گی اور حالات کے مطابق آئین میں تبدیلیاں کی جائیں گی وہ اس صورت میں کہ اس ملک کے اندر جب مارشل لاء نافذ کیا گیا تمام جمیوری ادارے تمام جمیوری پارٹیاں ان کو قید و بند و معافی کا سامنا کرنا پڑا آج جس تمثیل کے حوالے سے یہاں بحث ہو رہی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ جب اس ملک میں جمیوریت اور جمیوری نظام حکومت قائم ہوئی تھی تو ان تمام قوتوں جو یہاں پر صوبوں کے حقوق کی بات کرتی ہیں یا جمیوریت کے علمبردار یا جمپئن بننے کی کوشش کرتی ہیں یا قوموں کی نمائندگی کی بات کرتی ہیں ان قوتوں نے آج جب یہ خود اختیاری کی بات کرتی ہیں انہوں نے اس صوبے کو کیا دیا کس کس مد میں کمال کمال انہوں نے خود عختاری دینے کی بات کی، یہاں جو بھی خود اختیاری ملی تو پہنچ پارٹی نے دی ہے یہاں پر جو اہم منصوبے بننے جو عام ادارے بننے یا عام منصوبے جن پر کام چل رہا ہے وہ پاکستان پہنچ پارٹی کے منصور اور اس کی کوششوں کے نتیجے میں اس صوبے کے اندر ہو رہے ہیں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہاں رقبے کے لحاظ سے بلوچستان پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے یہاں پر اور ترقیاتی عمل ہونا چاہئے لیکن میں یہی سمجھتا ہوں کہ یہاں پر اس ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ یہاں پر یہاں پر یہاں کی قوم پرست قوتوں ہیں جو ہمیشہ اس کی راہ میں رکاوٹ بننے آج بھی جب صوبائی خود عختاری اس ملک کے اندر دی گئی 1973ء کے آئین میں سب سے پہلے ان لوگوں نے خیاء الحق کے مارشل لاء کی حمایت کی جب جمیوریت کی بحالی کے لئے جدوجہد کی جا رہی تھی اس ملک میں 5 جولائی 1977ء کو رات کے وقت مارشل لاء نافذ کیا گیا تو وہ قوتیں جنہیں خیاء الحق کے ساتھ اسی گورنر زہاؤس کے اندر پہنچی ہوئی تھیں اور یہاں سے لندن اور کامل چلے گئے لیکن ہم یہاں رہتے

ہوئے ہاری پارٹی نے اس آئین کے لئے اس جموریت کے لئے اس صوبے کے بنیادی حقوق کے لئے جدوجہد کی اور آج تک ہم اس پر قائم ہیں۔

**میر محمد اکرم بلوج (وزیر) :** (پرانگٹ آف آرڈر) صادق صاحب یہ فرمائے ہیں کہ قوم پرستوں نے جموریت کی بحالی اور آئین کے بالادستی کے لئے کام نہیں کیا۔ (شور)

**میر صادق عمرانی :** تو جناب انتیکر آج بھی یہاں پر صوبے کے اندر جو ترقیاتی عمل ہے وہ وفاقی حکومت اور پبلیز پارٹی کا ہے ہم یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ وقت جب اس ملک کے اندر آمریت کے ذریعے یا چور دروازے سے اقتدار میں آئی انہوں نے صوبے کے قوی حقوق کو اور صوبے کے عوام کا استھان کیا زیادتیاں اور نا انسانیاں کیں یہاں پر لوگوں کو پھانسیاں دی گئی کوڑے مارے گئے، قید و بند میں ان کو رکھا گیا لیکن پاکستان پبلیز پارٹی نے کبھی اس قسم کی سوچ کا تصور نہیں کیا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ ہماری چاہے جتنے بھی ٹریڈری ہنہوڑ پہنچئے ہوں چاہے ہم یہاں پہنچئے ہوئے ہیں اور اگر ہم اس صوبے کی قسم کو بدلتا چاہتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے پاس اس بلوچستان کے اندر اتنے قدرتی وسائل موجود ہیں کہ ہم ان کو بروئے کار لائیں اور یہاں پر جو بھی حکومتیں بلوچستان کے اندر ہیں اس میں قوم پرستوں کی نمائندگی رہی ہے پا ان لوگوں کی جو غیر جموروی قوتوں کا ساتھ رہے ہیں ان کا ایک الائنس یہاں رہا لیکن اس طرف کوئی بھی توجہ نہیں دی جا رہی کہ ہم اپنے وسائل کو بروئے کار لائیں صوبے کے اندر تسلی موجود ہے لیکن آپ جانتے ہیں کہ اس کو نکالنے میں کون سی قوتیں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں تو یہاں پر اگر تسلی لکھتا ہے یہاں پر صفتیں لگتی ہیں تو اس میں سب سے زیادہ اس صوبے کے عوام کی بہتری ہوگی تو ہم سمجھتے ہیں کہ یہاں کی حکومت اور تمام پارٹیاں ان کا فرض بنتا ہے کہ وہ صوبے کے عوام کے لئے صرف نظرے کی حد تک نہیں جب ان کی سیاسی سماکھ گرتی ہے تو ہم ایک نہ ایک ایشو اپنے لئے کھڑا کرتے ہیں کہ جی

وفاق یا ایجنسیاں تو آپ لوگوں کو بھی چلا رہی ہیں چیف مشر صاحب جب صحیح انتخاب ہیں تو ساری ایجنسیوں کی روپرٹیں ہوتی ہیں کہ کہاں کیا ہوا رہا ہے تو اس طریقے سے تمام فوج کو ایجنسیوں کو تمام چیزوں کو ہر چیز کو صرف اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ قوموں کے ساتھ صوبے کے ساتھ زیادتی ہو گی یہاں پر جب بھی سیاسی ساکھ گرتا ہے تو ایشوز بنائے جاتے ہیں۔

لیکن اس طریقے سے کیونکہ اگر ایشوز بنا نا چاہیں گے تو بت سے لوگ اور بھی ایشوز بنائے ہیں جو بہتر نہیں ہے ہم سمجھتے ہیں کہ یہاں کی ترقی میں سب سے بڑی قوتیں یہاں کی قوم پرست تنظیمیں ہیں جنہوں نے سب سے زیادہ یہاں کے لوگوں کو امن کے بجائے جنگ دی پیار کی بجائے نفرت دی اور تعلیم کی بجائے ان کو بندوقیں دی گئی اور یہ چیزوں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں اور بد قسمی سے یہ چیزوں ہمارے صوبے میں ہو رہے ہیں۔ خان صاحب ہم نے آپ کی تقریر میں کبھی مداخلت نہیں کی تھیک ہے آپ کو شامل کریں گے تو جناب اسی طریقے سے جو تحریکیں پیش کی جاتی ہیں وہ لوگ جنہوں نے آج تک اس ملک کی وحدتوں اور سالمیت کو سلیم نہیں کیا اسی کوشش میں انہوں نے جزل آرڈر اسندہ باد کے نفرے لگائے ہیں پر انہوں نے آزاد گریز آف بلوچستان کی پاٹیں کیس گریز آف پختونستان کی بات کی جاتی ہے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ قومی سلامتی کے دائرے کا رہ میں رہ کر ہم صوبائی خود مختاری کے ضرور حاوی ہیں ہم چاہتے ہیں کہ مل جل کراس صوبے کی ترقی پر تمام قوتیں اپنی نفرتوں کی بجائے بلوچ اور پختون کو ایک دوسرے کے خلاف لڑانے کی بجائے انسانیت کا جذبہ اپنے اندر پیدا کریں میں سمجھتا ہوں کہ تمام چیزوں ہمارے مسائل ضرور حل ہوں گے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر :** جناب صادق عمرانی صاحب 15 منٹ ہو گئے آپ مزید کہہ نا تم۔

**میر محمد صادق عمرانی :** جناب دوسروں کو تو آپ نے دو سمجھنے بولنے دیا اگر

ہمیں بھی کچھ نام دے دیں تو آپ کی سرہانی۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر :** نہیں قادہ نمبر 70 کے تحت ٹریئری سیسیو سے 20 منٹ تک بول سکتے ہیں اور 15 منٹ تک بولنے کی اجازت ہے۔

**نواب ذوالفقار علی مگسی (قائد ایوان) :** میرے خیال میں آپ اجازت دے دیں ٹائم کی پابندی مت رکھیں آج پورا نہیں ہوتا تو کل بھی رکھ لیں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

**محمد صادق عمرانی :** تھیک یو۔ جناب اسپیکر اسی طریقے سے یہاں کی استعمال قوتوں اور یہاں کی قوم پرست تظییموں نے یہیش اس صوبے کا استعمال کیا ہے ہم سمجھتے ہیں کہ شکر ہے کہ آج جعفر خان مندو خیل بھی جو جمورویت کی بات کرتے ہیں لیکن یہیش انہوں نے غیر جموروی قوتوں کا ساتھ دیا یقیناً" یہ سبق اگر اس کے ذہن میں آجائے تو آئندہ اور بھی یہ جمورویت پسند بنیں گے تو جناب اس صوبے میں جو اہم منصوبے چل رہے ہیں تھیں ادارے بولان میڈیکل کالج، سینڈک کا اہم منصوبہ خضدار کراچی آر سی ڈی ہائی وے کی تعمیر 73-74 میں ہوا ہے جب آپ کے والد صاحب بھی اس کے لئے جدوجہد کر رہے تھے وہاں کچھ قوتیں نہیں چاہتی تھیں کہ ایسا ہو اسی طریقے سے بہت اہم منصوبے اس صوبے میں پاکستان ہیپز پارٹی نے دیئے ہیں اور ہماری پارٹی یقیناً" صوبائی حکومت کے ایسے اقدامات کی جو اس صوبے کو ترقی کے لئے دیں گے تو ہماری پارٹی اور ہمارے پارٹی نے جمورویت کے لئے آئین کی بالادستی کے لئے جب 5 جولائی 1977ء کو مارشل لاء لگا تو سب سے طویل جدوجہد کی میں نے خود بلوچستان میں طویل عرصہ قید و بند کی صوبتیں برداشت کیں تو یقیناً" آج ان کی جدوجہد کے نتیجے میں یہاں پر اس ملک کے اور جمورویت ہے آج بھی اس جموروی قوتوں کے خلاف وہ قوتیں جنہوں نے یہیش چور دروازے سے اقتدار میں آنے کی کوشش کی آج بھی وہ لوگ ان اداروں اور

جمهوریت کو ملکم کرنے کی بجائے وہ غیر جموروی طریقے استعمال کر رہیں ہیں لیکن یہی شہ پاکستان ہلپز پارٹی کو اس صوبے کے اندر بلوچستان جو بدترین حرم کی جائیداری نظام سرداری نظام کی محل میں تھا جس کے خاتمے کے بغیر بلوچستان کے عوام کو آزادی کی فتوں سے منور نہیں کیا جاسکتا تھا انہوں نے ۱۹۷۶ء میں اس فرسودہ نظام۔

**سردار شناع اللہ زہری (وزیر) :** پرانٹ آف آرڈر جناب اسپیکر ڈاکٹر ہنی کافی ہے ہم لوگوں کو گالیاں دینے کے لئے آپ کب اس میں شامل ہو گئے ہیں۔

**میر محمد صادق عمرانی :** وہ ڈاکٹر ہنی بھی ہمارا دوست ہے تو یہی شہ وہ ان تمام چیزوں میں رکاوٹ بنے تو یقیناً "آج ہم ان تمام کو دعوت دیتے ہیں کہ ماضی کی ان کو تباہیوں کو ان غلطیوں سے توبہ کر کے اس صوبے کی ترقی کے لئے اگر آپ جدوجہد کرائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ صوبہ پاکستان کے رقبے کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ ہے تو میں سمجھتا ہوں ہم اتنے امیر ہو جائیں گے کہ خلیج کے لوگ یہاں آکر مزدوری کریں گے اور بلوچستان کے لوگوں کو وہاں جانے کی ضرورت نہیں پڑے گی جناب اسپیکر اسی طریقے سے یہاں بات کی۔ ملازمتوں کے حوالے سے مخفف حوالوں سے ہیشہ ہمارے مسلم لیگی ہمارے کوئی ساتھی جعفر مندو خیل صاحب کا و تیرا رہا ہے کہ وہ یہی شہ ہر چیز کو وہ اسی طرف لیتے ہیں کہ ہمی سازش ہے تو یقیناً ہم سمجھتے ہیں کہ اس صوبے کے بے روزگار نوجوانوں کو روزگار ملنی چاہئے ہم بھی یہ کہتے ہیں کہ وفاق کے تمام اداروں میں بلوچستان کے لوگوں کی حقیقی نمائندگی ہونی چاہئے لیکن اس کے لئے میں یہ کہتا ہوں کہ اس حد تک جماں تک ملازمتوں کا سلسلہ ہے میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں پس پیغم کورٹ کا جو فیصلہ آیا تھا کہ تمام پوسٹوں پر اپانشمنٹ کرنے سے پہنچران کو Advertise کیا جائے۔ اس کو Advertise کیا جاتا ہے بلوچستان کا جو بھی کوئی بنتا ہے اس کو بلوچستان کے کوئی کے حساب سے جو لوگ اپلائی کرتے ہیں انہیں ملازمت دی جاتی ہے بلکہ انہوں نے بات کی 3.5 فیصد کی ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ بلوچستان کے ساتھ

ہم بھی اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ ہمیں زیادہ سے زیادہ ہمارے صوبے کے لوگوں کو روزگار ملتا چاہئے۔ ملازمتیں ملنی چاہئے لیکن یہاں پر جو صوبائی حکمے ہیں ہم بھی ان سے یہ توقع کرتے ہیں کہ بلا امتیاز یہاں کے لوگوں کو دیں اور یہاں پر میں ایک حکمے کی کپ کو مثال دوں یہاں تو ایسا لگ رہا ہے اس صوبے کے اندر کہ صوبے کا کوئی وزیر نہیں ہے ہر ایک اپنے حلقے کا وزیر ہے ایس ایڈجی اے ذی میں ڈاکٹر کلیم اللہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں یعنی ایک بلوچ کو یا ایک پنجابی کو یہاں بلوچستان کے رہنے والے کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اسے ایس ایڈجی اے ذی میں اس کو ملازمت ملے تو ان چیزوں کا بھی خیال رکھیں۔

**ڈاکٹر کلیم اللہ خان (وزیر) :** پرانگٹ آف آرڈر صادق صاحب کلیم اللہ کو بچھے سال تمام بجٹ میں ۶ نوکریاں دی ہیں ۶ ڈویژن کے ۶ نوکریاں دی ہیں آپ نے دیا کیا ہے بلوچستان کو جو آپ نوکریاں مانگ رہے ہیں اور جو سوئی گیس میں ایک ہزار دو ہزار نوکریاں ہیں چار ہزار نوکریاں سوئی گیس کی کدھر چلی گئی تسلی فون کی کدھر چلی گئی آپ نوکریوں کے متعلق پوچھ رہے ہیں ۶ ہزار کے متعلق کوئی بات نہیں کر رہے ہیں سائیں۔

**محمد صادق عمرانی :** اتنا خارک کہا رہے ہیں اگر چار ہزار نوکریاں ملی ہیں تو شر ہے کہ یہاں بلوچستان کے لوگوں کو ملی ہیں۔

**جعفر خان مندو خیل (وزیر) :** وضاحت میں کروں گا۔ بلوچستان کے لوگوں کو نہیں ہمارے پیسوں سے دوسرے صوبے کے لوگوں کو ملی ہیں۔ بلوچستان میں دو تین سو آدمیوں کو اگر اس میں..... یہ ریکارڈ پر بات ہے میں ثابت کرنے کے لئے تیار ہوں سو بری صادق صاحب اثربت کیا لیکن وضاحت کے لئے میں نے کما کہ جو ملے ہیں وہ بلوچستان کے لوگوں کو نہیں ملے ریکارڈ کے اوپر ہے۔

**محمد صادق عمرانی :** آپ ہمیشہ کرتے ہیں یہ پہلا موقع نہیں ہے۔

**جعفر خان مندو خیل (وزیر) :** نہیں نہیں میں نہیں کرتا ہوں اس لحاظ سے نہیں کرتا۔

**محمد صادق عمرانی :** ہم لوگوں نے کبھی آپ کی تقریر میں مداخلت نہیں کی آپ بیشہ بھارے ساتھ یہی کرتے رہتے ہیں خیر بجٹ کا سیشن بھی آئے گا تو آپ کو بھی بولنے نہیں دیں گے تو جناب اپنیکر اسی طریقے سے آج تک ۴۷ء کے بعد یہاں پر صوبے کے اندر جو بھی حکومتیں بنی ہیں وہ اپنے آپ کو الزامات سے بری کرنے کے لئے وہ بیشہ وفاق فوج ایجنسیوں پنجاب کو استغفار وہ کہاں گیا ہوئی خوشی کی بات ہے ساری زندگی پختونخوا نے ایم آر ذی کے حوالے سے ہمارا ساتھ دیا ہے۔ کچھ عرصہ ہمارے ساتھ رہے۔ یہاں پر کہتے ہیں کہ اور ساری زندگی پنجابی استماریت کا لفظ استعمال کرتے رہے ہٹکر ہے کہ وہ آج استماری قوتوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں اور نواز شریف اس ملک کے اندر کوئی اسے خواہی اور جموروی میںڈیٹ ابھی حاصل نہیں ہوا ہے اور ۱۹۹۰ء میں بھی جس چور دروازے سے بر سر اقتدار آیا۔ آپ بہتر سمجھتے ہیں کہ اس ملک میں یہاں کے عوام کے ساتھ لوگوں کے ساتھ یہاں کے عوام کے رائے حق رائے کو راتوں رات کس طریقے سے تبدیل کیا ہے اور بھی قوتیں بیٹھی ہوئی ہیں جمورویت کی بات کرتی ہیں جمورویت کی میں ایک ضرور پات کروں گا آج یہیں پر گھنی صاحب کے علاوہ کوئی شخص بیٹھا ہو تا شاید مولانا باری اور سردار اختر مینگل صاحب اور ہم جیل میں ہوتے۔ یہاں بھی جو قوتیں آئیں ان میں تنقید برداشت کرنے کی بہت اور جرات انہیں نہیں تھی۔ نمبر نہیں بڑھا رہے ہیں جب ۸۸ء کے انتخابات میں بھی منتخب ہو کر آیا خود گواہی دیں گے سعید ہاشمی صاحب اور گھنی صاحب جو کہ اپنی میرے پاس آئے تھے اور اس وقت دباو ڈالا جا رہا تھا کہ آپ اپنی والبھنگی تبدیل کریں اور ان سرداروں نے اس قوم کو کیا دیا ماسوائے نفرتوں کی جنگ کے لڑائی کے اور یہ قوموں کی تباہی کے ذمہ دار یہاں کی قوتیں ہیں۔ گیارہ سال لندن اور کامل میں بیٹھے رہے اور آج یہاں اس صوبے کی

تو می خود مختاری کے چھپن بن رہے ہیں یقیناً یہاں کے قوموں کے حقوق کی پاسداری  
ہماری قوموں کا فلسفہ سے اور نظریہ سے اور یہاں پر بلا انتیاز قوموں کی خدمت ہمارا  
بنا یادی نکتہ ہے اس طریقے سے ہم تمام دوستوں کو کسی گے کہ نفرت کی بجائے پیارا من  
جنگ کی بجائے لوگوں کو پیار دینے کی بجائے ان کی اس منزل کی طرف لے جانا چاہئے  
ہیں جہاں پہلے جو منفی سوچ جو اس صوبے ملک میں پیدا نہیں ہو سکتی۔ یقیناً جب تک ہم  
ان چیزوں کو طے نہیں کریں گے تو سب سے پہلے ہمیں اس اپنے صوبے کے اندر پہنچ کر  
ٹھیک کرنا چاہئے کہ یہاں پر نفرتوں کا خاتمه ہو نسلی لسانی اور گردی بنا یادوں پر لوگوں کی  
تقطیم در تقطیم جو قوتیں یہاں کر رہی ہیں ان کا خاتمه ہونا چاہئے تاکہ اگر ہم مسلمان ہیں  
اگر آپ اللہ قرآن کعبہ کو ایک مانتے ہیں تو پھر یہاں اس بات کی کوئی محاجات نہیں ہے  
کہ لوگوں کو آپ نسلی بنا یادوں پر لڑانے کی کوشش کریں۔ صرف اپنے ذاتی مقاصد اور  
خواوات کے لئے تودہ۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر :** جناب صادق عمرانی صاحب یہ بحث روپ 275 کے تحت  
یہ بحث دو ٹکھنے تک جاری رکھی جاسکتی ہے اور دو بجے اجلاس برخاست کرنا ہے۔

**شیخ جعفر خان مندو خیل (وزیر) :** جناب اسپیکر میری رکنیت  
(Request) ہے کہ صادق صاحب کو کل بھی موقع دیں تاکہ وہ صوبائی خود مختاری اور  
موضوع کے متعلق بھی بولیں۔ آج تو صرف وہ اپنے مخالفوں کو لعن طعن اور اپنی پارٹی  
کے راگ الاب پانے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر :** عمرانی صاحب اگر آپ کی تقریبی ہے تو کل جاری  
رکھیں۔ اس تحریک پر کل بھی اسمبلی کارروائی کے بعد بحث جاری رہے گی۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر :** اب اسمبلی کی کارروائی سورخہ 23 مئی 96ء گیارہ بجے منج  
نک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اسمبلی کی کارروائی دوپر سورخہ 23 مئی 96ء گیارہ بجے صح نک کے لئے ملتوی ہو گی)